بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان
سیرۃ النبی ﷺ نمبر

The Weekly BADR Qadian

شمارہ
26/27

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

16/23 ربیع الاول 1420 ہجری 1/8 وفا 1378 ہش 1/8 جولائی 1999ء

لندن 3 جولائی 99 (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا حضور نے سابقہ مضمون کو ہی جاری رکھتے ہوئے شہداء کے مختصر کوائف بیان فرمائے۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مُہر ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًاo(۴۰:۳۳)

ترجمہ از تفسیر صغیر:- نہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہونگے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (۲۹:۴۸)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں جب تو انہیں دیکھے گا انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کے جستجو میں رہتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے یہ ان کی حالت توراۃ میں بیان ہوئی ہے اور انجیل میں ان کی حالت یوں بیان ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح (ہونگے) جس نے پہلے تو اپنی روئید گی نکالی پھر اس کو (آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے) مضبوط کیا اور وہ روئید گی اور مضبوط ہو گئی پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہو گئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار ان کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰىؓ قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؓ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ مجھ سے ملے اور کہا کہ کیا میں تیرے واسطے تحفہ نہ بھیجوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پس میں نے کہا ہاں وہ تحفہ مجھے بھیجو۔ پس کعبؓ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ نبوت کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں یقیناً اللہ نے آپ پر سلام بھیجنے کی کیفیت تو سکھائی ہے۔ فرمایا کہو اے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور محمد کی آل پر تحقیق تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

☆- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔

کلمات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں اور دوسرا حصہ فتح یابی کا تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہو گئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کے سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھانے چاہئیں۔ یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھا دیئے جو کفار ایسی استقامت دیکھ کر ایمان لائے۔ اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا ان کے محتاجوں کو مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۴۷)

آپ کی تعلیم اس لئے زندہ ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے دوسری کوئی تعلیم ہماری سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں آیت اللہ ہو گیا ہوں لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۷)

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں"۔ (الوصیت صفحہ ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

"میرا مذہب ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہر گز نہ کر سکتے ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بد نصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله
ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 1/8 جولائی 1999ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق

.........(۱).........

ربیع الاوّل کا مہینہ آتے ہی عالم اسلام میں ایک عجیب سی ہلچل 'خوشی اور جوش کی لہر دوڑنے لگتی ہے۔ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ مبارک مہینہ وہ ہے جس کی ۱۲ر تاریخ کو سرور کائینات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی جن کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ اگر آپ کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو اس کائنات کی تخلیق ہی نہ ہوتی گویا کائنات کی تخلیق کا منشاو مقصود آپ کی ذاتِ بابرکات کو قرار دیا گیا ہے۔

اللّٰهم صل على محمد وعلىٰ اٰل محمد وبارك وسلم انک حمید مجید۔

یہ کہنا کہ آپ کی پیدائش تخلیق کائنات کے انتہائی مقاصد میں سے ہے یہ محض ایک دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی بے مثل ومانند اور تعلیم قرآن کے اسوۂ حسنہ سے بھرپور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ دراصل آنحضرت سرور کائینات اور فخر دوعالم ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا مبارک کلام پاک جو کل عالم کے انسانوں کی ہدایت کیلئے ہے اور جو کل عالم کے انسانوں کی ضروریات کو نہایت اکمل اور اتم رنگ میں پورا کرنے والا ہے اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ آنحضرت نہ صرف سرور کائنات بلکہ سرور کونین ہیں۔ قرآن مجید میں ہدایت انسانی سے متعلق وہ پاکیزہ نصائح اور مدلل و محکم بیانات ہیں جن کا عشر عشیر بھی دیگر صحف میں نہیں پایا جاتا اوّل تو وہ سب ایک خاص زمانے کی اور خاص جگہوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے تھے اور وہ سب خود بیک زبان کہتے ہیں کہ وہ کل عالم کے انسانوں کی ہدایت کے لئے نہیں ہیں لیکن قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے۔

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّى رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

ترجمہ: کہدے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات میں دوسری عظیم الشان خوبی یہ ہے کہ آپ پر جو بھی عظیم المرتبت تعلیم نازل فرمائی گئی آپ نے اس کے ایک ایک حصہ پر عمل کرکے بھی دکھادیا اور اپنے ہر عمل میں انسانی زندگی کیلئے بے نظیر نمونے چھوڑ دیئے انسانی زندگی کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں سے آپ نہیں گزرے اور جس میں آپ نے اپنے بے مثل ومانند نمونہ کی چھاپ نہ چھوڑی ہو۔ جبکہ گزشتہ انبیاء میں سے کسی ایک کو بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے واسطہ پڑا ہی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

☆۔یتیمی وبے کسی کی حالت بھی دیکھی اور سخت غربت کا زمانہ بھی پایا

☆۔پھر بادشاہ وقت اور حاکم وقت کی ذمہ داریاں بھی نہایت احسن رنگ میں نبھائیں۔

☆۔ایک عادل ومنصف جج بھی بنے۔

☆۔شادیاں بھی کیں۔ بیواؤں سے بھی اور باکرہ سے بھی۔اپنے سے بڑی عمر والی سے بھی چھوٹی عمر والی سے بھی اور ایک سے زائد شادیاں کرکے سب کے ساتھ نہ صرف انصاف کے اعلیٰ پیمانوں کو قائم فرمایا بلکہ گھر کی چھوٹی چھوٹی ذمہ داریوں میں بھی اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹایا

☆۔خود بھی قید کی تکلیفیں برداشت کیں اور پھر جنگی قیدیوں سے حسن سلوک بھی فرمایا۔

☆۔دشمنوں کی اذیتیں بھی برداشت کیں اور فاتح بن کر دشمنوں سے حسن سلوک کا نمونہ بھی قائم فرمایا۔

☆۔تاجر بھی رہے مزدوری بھی کی اور تجارت ومزدوری کے اصول بھی سمجھائے۔

☆۔آپ کے بچے بھی ہوئے کم عمری میں بھی فوت ہوئے بچوں کی شادیاں بھی کیں اور ان سب اعمال میں صبر ورضا اور قناعت کے حسین وجمیل نمونے چھوڑے۔

☆۔دفاعی جنگیں بھی لڑنی پڑیں اور جنگوں کے متعلق صبر وشجاعت اور ایفائے عہد کے بے نظیر نمونے بھی چھوڑے۔

☆۔غیر قوموں سے معاہدات بھی ہوئے۔

☆۔غیر مسلموں سے حسن سلوک ورواداری کی اعلیٰ مثالیں بھی قائم فرمائیں۔

☆۔آپ نے عرب وعجم کالے گورے۔ مشرقی مغربی امیر وغریب مرد وعورت سب کو بنیادی حقوق کے اعتبار سے یکساں قرار دینے کے مواقع بھی ملے۔

آپ ﷺ کے علاوہ تشریف لانے والے کسی بھی نبی کو نہ تو ایسی تعلیمات عطا ہوئیں اور نہ ہی تمام دنیا کے انسانوں کو یکساں حقوق عطا کرنے کی توفیق ملی پس قرآن مجید کا یہ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے بے نظیر نمونہ ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں نعوذ باللہ ایک مبالغہ آمیز دعویٰ نہیں ہے بلکہ ایک ایسی زندہ حقیقت ہے جس کی چھاپ کل عالم پر محیط ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا محسن ومنان وجود محبت کرنے کے لائق ہے اور چودہ سو سال میں عشاق آپ پر اپنی محبت کے نذرانے پیش کرتے چلے آرہے ہیں لیکن اس موقع پر نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ بعض ممالک میں جن میں ہندوپاکستان پیش پیش ہیں آنحضرت ﷺ سے محبت وعشق کے نام پر ۱۲ر ربیع الاوّل کے روز ایسی ایسی مکروہ حرکتیں کی جاتی ہیں کہ الامان والحفیظ خود علماء کرام کہلانے والے میلاد النبی کے دن جلوسوں میں شامل ہوتے ہیں جن میں فلمی دھنوں پر مشتمل گانے بجائے جاتے ہیں عوام ٹولیوں میں اکٹھے ہوکر جلوس میں بھنگڑے ڈالتے ہیں اور طرح طرح کی بد حرکتیں کرتے ہیں اللہ خیر کرے اب تو غیر قوموں کی ریس میں بھنگڑوں اور گانوں کے بعد شراب ہی باقی رہ گئی ہے۔

کیا آنحضرت ﷺ سے اظہار محبت وعقیدت کا یہی طریقہ ہے کیا یہی آپ کی عزت واحترام کا ڈھنگ ہے کہ ہم عید میلاد النبی کے روز آنحضرت ﷺ کی شان اقدس کی خاطر ایسے جلوس نکالیں جو صرف صرف کسی ادنیٰ درجہ کے سیاسی جلوس کی طرح ہوں اور جس میں روحانیت نام کی جھلک دور دور تک نظر نہ آتی ہو حیرت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے یہی علماء کرام اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق بھی کہتے ہیں۔

روحانی اعتبار سے تاریک وتار اس دور میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت سکھانے کیلئے حضرت امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ پس عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نمونے اور طور طریق اُن سے سیکھنے چاہئیں اس تعلق میں ہم آئندہ گفتگو میں کسی قدر عرض کریں گے۔

باقی۔

(منیر احمد خادم)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوبتر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدرُ الدُّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دِکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لا مکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیںؐ ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّبؐ و امیںؐ ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے

آنکھ اسکی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عینُ الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا۔ شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں میں پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(درثمین)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ وارفع مقام

..........حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں..........

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی۔ یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی، صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۲)

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اسلئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں"۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اس کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِه۔ یعنی اے رسول اللہ! تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں۔ اور درحقیقت محمد کا نام، صلی اللہ علیہ وسلم، اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں"۔ (روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۵)

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر صفحہ ۸۲)

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔

(روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعا صفحہ ۱۰-۱۱)

"لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کیلئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمّید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اُٹھانا ہوگا"۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱)

کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس امی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۹)

"خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے"۔

"برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے۔ اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیاوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا وطن سے نکالے گئے قتل کیلئے تعاقب کئے گئے گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بد خواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اُٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں"۔ (روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸)

"اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سید و مولا فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی ۶۴-۶۵)

"اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت و عظمت کا اقرار کر کے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔ (۲) تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو"۔

(روحانی خزائن جلد ۲ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۸۱-۲۸۲)

"ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رُک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائیبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں۔ جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کیلئے چن لیا ہے یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے کہ جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گذشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے"۔ (روحانی خزائن جلد ۱- براھین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۹۰)

انہوں نے میرے صحابہ کی خدمت کی تھی

آنحضرت ﷺ کے بعض مظلوم صحابہؓ اور صحابیاتؓ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے جہاں کے بادشاہ نجاشی نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔

ایک دفعہ نجاشی کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا تو حضورؐ نے اس وفد کو ذاتی مہمان بنایا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی خدمت ہمارے سپرد کیجئے تو حضور نے فرمایا "ان لوگوں نے میرے صحابہ کی خدمت کی تھی میں اس کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں"۔

(شرح المواھب اللدنیہ زرقانی جلد ۴ ص ۲۶۶ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

خطبہ جمعہ

بڑی بڑی عظیم قربانیاں دینے والے وجود پہلے گزر چکے ہیں

مرتے تو سب ہی ہیں مگر مبارک ہے وہ جو کسی نہ کسی رنگ میں دین کی حمایت کرتا ہوا مارا جائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۷ رمئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۷ رہجرت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمد لله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلاَتَقُوْلُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْواتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لاَ تَشْعُرُوْنَ﴾
(سورة البقره آیت۱۵۵)

شہداء کا ذکر چل رہا ہے اسی تعلق میں یہ مرکزی آیت ہے جس کی میں ہر دفعہ تلاوت کرتا ہوں۔ جب شہداء کا ذکر خیر چلا تو اس وقت اس کثرت سے شہداء کے نام نہیں تھے جو اب اس مضمون کے تتبع سے آہستہ آہستہ نکل آئے ہیں اور عزیزم غلام قادر شہید کی شہادت نے جو یہ سلسلہ جاری کر دیا، اللہ تعالیٰ امید ہے ان کو بھی اس کے ثواب سے محروم نہیں رکھے گا کیونکہ بہت سے ایسے نام ہیں جن کو عام یاد بھلا چکی تھی۔ پس ضروری تھا کہ ان کا ذکر بار بار چلے۔

اب جو پاکستان میں خصوصیت سے ہمارے اسیر ان راہ مولیٰ پڑے ہوئے ہیں ان میں سے بھی اکثر کے نام کو لوگ بھلا چکے ہونگے لیکن اپنے قفس میں بیٹھے ہوئے ان کا دل تو چاہتا ہوگا کہ "کہیں تو بہر خدا آج ذکرِ یار چلے"۔ فیض نے بہت خوب کہا ہے کہ:

قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ نہ کہو ☆ کہیں تو بہر خدا آج ذکرِ یار چلے

تو جو میرے یار ہیں وہ ان کے بھی تو یار ہیں۔ ان کے بھی یار ہیں جنہوں نے راہ احمدیت میں بے شمار قربانیاں پیش کیں۔ تو یہ ذکر خیر جو آج میری زبان سے جاری ہو رہا ہے ہو سکتا ہے آج کے قفس کی فضاؤں کو بھی روشن کر دے اور کچھ دیر تک وہ لوگ جو اس ذکر کو سنیں ان یادوں میں محو ہو جائیں جو ان کو بھی بہت پیاری ہیں اور اس سے خود تسلی پائیں کہ بڑی بڑی عظیم قربانیاں دینے والے وجود پہلے گزر چکے ہیں، ان کے مقابل پر تو ان لوگوں کی قربانیاں ماند ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پس یہ وہ سلسلہ ہے جسے اب ہم آگے بڑھاتے ہیں اور تعجب ہے کہ افغانستان میں اس سے اور بھی بہت زیادہ شہید ہوئے ہیں جتنا عام لوگوں کا تصور ہے۔

سب سے پہلے میں **صاحبزادہ محمد سعید جان**رضؓ اور **صاحبزادہ محمد عمر جان**رضؓ افغانستان کا ذکر کرتا ہوں۔ ۱۹۱۷ء میں ضلع گجرات کے ایک مجذوب فضل کریم صاحب ہوا کرتے تھے جن کو تبلیغ کا بہت شوق تھا لیکن تھے مجذوب۔ ان کو پتہ نہیں تھا کہ ان کی تبلیغ کی جرأت کے نتیجہ میں احمدی بھائیوں کو کیا کیا مصیبتیں پڑیں گی۔ بہر حال ان کے دل میں یہ سودا سمایا کہ وہ تبلیغ کی خاطر ۱۹۱۷ء میں روانہ ہو کر کابل چلے گئے اور وہاں جا کر سردار نصر اللہ خان کو درخواست دی کہ میں احمدی ہوں اور بغرض تبلیغ آیا ہوں۔ سردار نے ان کو فوراً گرفتار کر لیا اور پھر جب ان سے پوچھ گچھ کی اور کون کون احمدی ہیں تو اس مجذوب بے چارے نے ان سب کے نام لے دیئے جن کا اس کو علم تھا۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ لڑکوں کو بھی ان کی نشان دہی پر گرفتار کیا گیا جو ابھی افغانستان ہی میں تھے۔

انہیں شیر پور کے جیل خانے میں مقید کر کے ان کے پاؤں میں موٹی موٹی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور اگرچہ ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا گیا مگر یہ دردناک، اذیت ناک موت جو رفتہ رفتہ ان کو پہنچائی گئی یہ عام یکدفعہ کی شہادت سے زیادہ دردناک ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ آٹھ نو ماہ تک وہ جیل میں اس حالت میں رہے کہ ان کو کھانے میں سوائے نمک اور خشک روٹی کے کچھ نہیں ملتا تھا اور اس کی وجہ سے جیل ہی میں انہوں نے تکلیفیں اٹھا اٹھا کر جب نظام نے جواب دے دیا، انتڑیاں گل گئیں تو اسی حالت میں وفات پائی۔ تو بلا شبہ ان کا نام عظیم شہداء میں داخل ہے اور ان کی شہادت اس پہلو سے زیادہ دردناک ہے کہ نو ماہ تک مسلسل تکلیفیں اٹھاتے ہوئے انہوں نے جان دی ہے۔

ایک اور کابل کے شہید ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ ان کو بھی نمک اور خشک روٹی پر رکھا گیا تھا جس طرح ان شہداء کو بھی اور اسی طرح رفتہ رفتہ انتڑیاں گل گئیں، زخم پیدا ہو گئے سارے نظام میں اور اس حالت میں ان لوگوں نے جان دی ہے۔ یہ ۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے۔ **حضرت سید سلطان احمد صاحب شہید** اور ان کے بھائی **حضرت سید حکیم صاحب** کا ذکر ہے۔ شہادت ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ علاقہ جاجی کے حاکم سردار محمد خان کے حکم سے ایک بڑے عالم یعنی سید سلطان صاحب جو بڑے عالم دین تھے اور ان کے بھائی سید حکیم صاحب کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ یہاں خشک نان اور نمک کے سوا نہیں کوئی کھانا نہ ملتا تھا۔ مسلسل یہ کھانا کھانے کے نتیجہ میں دونوں کی انتڑیاں بالکل گل گئیں اور اسی دردناک حالت میں شہید ہوئے۔

اب تاریخ کے اعتبار سے مختلف ملکوں کا جگہ جگہ ذکر چلے گا۔ مگر میں نے تاریخ وار چونکہ مرتب کیا ہے اس لئے اب میں انبالہ کے **حاجی میراں بخش صاحب اور ان کی اہلیہ** کی شہادت کا ذکر کرتا ہوں۔ یوم شہادت ۱۳ر / ۱۴ر اگست ۱۹۴۰ء۔ ۱۳ / ۱۴ر اگست کی درمیانی رات کو گیارہ بجے حضرت حاجی میراں بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اہلیہ صاحبہ کو ان کے اپنے مکان میں شہید کر دیا گیا۔ حاجی میراں بخش صاحب قریشی محلہ خلوت انبالہ شہر کے رہنے والے تھے۔ چرم فروشی کرتے تھے۔ حاجی صاحب نے ۱۹۰۴ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ نہایت سرگرم داعی الی اللہ تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی بدولت فضل بھی بہت کئے تھے اور بہت کاروبار چلا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا جو کاروبار کا پھلنا اور پھیلنا یہ بھی احمدیت ہی کی برکت سے تھا۔ اس وجہ سے مشہور بہت ہو گئے تھے اور مُلّانوں کو یہ بہت تکلیف تھی کہ احمدی ہو کر اتنی اس کو برکت ملی ہے، اتنا مال و دولت اس کے ہاتھ آ رہا ہے۔

اس وجہ سے مُلّانوں کی انگیخت پر ۱۳ر اور ۱۴ر کی درمیانی شب کو گیارہ بجے جب کہ آپ اور آپ کی اہلیہ اپنے مکان میں سوئے ہوئے تھے آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ پہلے حاجی صاحب پر دشمنوں نے تیز چاقو سے حملہ کیا اور پسلی کے قریب ایک گہرا زخم لگا جس سے حاجی صاحب موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ان کی اہلیہ کی آنکھ کھلی اور وہ شور مچا کر مدد حاصل کرنے کے لئے چھت پر چڑھنے لگیں کہ سنگدل قاتل نے مرحومہ کو سیڑھیوں سے نیچے گرا لیا اور ایک دو وار میں ہی کام ختم کر دیا۔ یہ واقعہ شہادت اور بھی دردناک ہو جاتا ہے یہ معلوم کر کے کہ ان کی چھوٹی بچی عمر دس ماہ ان کی گود میں تھی وہ ان کے نیچے دب گئی اور لاش اس بچی کے اوپر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہوئی۔ اس حالت میں اس بچی کو اٹھایا گیا جو زندہ تھی کہ وہ مرحومہ ماں کا دودھ چوسنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ دودھ خشک ہو چکا تھا۔ بہت ہی دردناک شہادت ہے یہ، اور اس حالت میں چونکہ پوسٹ مارٹم کے بعد لاش احمدیوں کے سپرد نہیں کی گئی تا کہ وہ باقاعدہ اس کو تابوت میں ڈال کر قادیان لے جا سکتے اس لئے ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کی نعش کو وہیں دفنا دیا۔

صوبیدار خوشحال خان صاحب، تاریخ شہادت ۲۹ر مئی ۱۹۴۲ء۔ آپ صوابی ضلع مردان میں ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دوسرے بھائی جمعدار سلطان محمد خان

صاحب تھے۔ اب ان کی شہادت کا واقعہ تو میں ذکر کرتا ہوں لیکن ان کے ساتھ بھی احمدیت کی برکت سے **ایک معجزہ** ہوا ہے کہ ان کے خاندان کی تیس بتیس پشتوں سے جہاں تک ان لوگوں کو یاد تھا یہ سلسلہ چلا آرہا تھا کہ دو بیٹے ہوتے تھے ایک لاولد مر جاتا تھا پھر دوسرے کے بھی دو بیٹے ہوتے تھے اور اس میں سے ایک لاولد مر جاتا تھا۔ پھر آگے اس کے بھی دو بیٹے ہوتے تھے۔ یہ حیرت انگیز ایک سنت تھی جو بڑی دیر سے جاری چلی آرہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے **احمدیت قبول کرنے سے یہ طریق** بدل ڈالا اور آپ کو بیٹوں، پوتوں اور پڑپوتیوں سے نوازا یعنی دو بیٹوں والا قصہ ختم ہو گیا پھر کثرت سے ان کے بیٹے بیٹیاں بھی ہوئے پوتے بھی ہوئے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس دور میں قاضی محمد یوسف صاحب آف پشاور کے زیر تبلیغ تھے مگر احمدیت قبول کرنے کی توفیق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ملی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ایک خواب میں پہلے بھی کر چکے تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔

واقعہ شہادت کی تفصیل یہ ہے۔ احمدیت کی وجہ سے آپ کے گاؤں مینی تحصیل صوابی ضلع مردان میں آپ کی بہت مخالفت تھی۔ ۲۹ر مئی ۱۹۴۲ء کو آپ حسب معمولی ٹوپی سے نماز جمعہ ادا کر کے اپنے گاؤں واپس جارہے تھے کہ رستے میں ان کے گاؤں موضع مینی اور صوابی کے درمیان انہیں بعض نامعلوم لوگوں نے گولیاں برسا کے شہید کر دیا۔ قاتل جائے واردات پر ایک خط چھوڑ کر گئے جس میں لکھا تھا کہ قادیانی مذہب چھوڑ دو، رسول کریم کا دین خراب مت کرو ورنہ سب قتل کر دئے جاؤ گے۔ آپ نے اپنے پیچھے نو بیٹے، تین بیٹیاں اور متعدد نواسے نواسیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ یہ بھی شاید سن رہے ہوں اگر ان کے کانوں تک میری یہ آواز پہنچے تو یہ اپنے آپس کے خاندان کی آج کی موجودہ تفصیل بھی مجھے بجھوائیں۔ کون کون کہاں آباد ہوا ہے، ان سے خدا تعالیٰ کا کیا سلوک ہے۔

اب میں ہندوستان کا ذکر چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے آپ کو انڈونیشیا لے کے چلتا ہوں۔ انڈونیشیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت سی شہادتیں ہوئی ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جلی قلم سے لکھنے والی شہادتیں ہیں۔

سب سے پہلے ۱۹۴۵ء میں آزادی کے اعلان کے بعد جبکہ انڈونیشیا نے جنگ آزادی جیت لی تو موضع چوکنگ کاونگ ضلع تاسک ملایا، مغربی جاوا، انڈونیشیا کے علاقہ میں ماشومی نامی ایک انتہا پسند مسلمان تنظیم کے ایماء پر ماشومی کے شرپسند عناصر کے ہاتھوں چھ احمدی شہید کئے گئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ **محترم جائد (Jaid) صاحب، محترم سورا (Sura) صاحب، محترم سائری (Sairi) صاحب، محترم حاجی حسن صاحب، محترم راڈن صالح (Raden Saleh) صاحب، محترم دھلان (Dahlan) صاحب۔**

ان سب شہداء کو انتہائی وحشیانہ طریق سے ہاتھ باندھ کر سر عام چوک میں شہید کیا گیا۔ انّا للّٰہ وانّا الیہِ راجعُون۔ اب ظاہر ہے کہ ان سب کے لئے بظاہر توبہ کا رستہ کھلا تھا اور ارتداد کا رستہ کھلا تھا مگر ایک بھی ان میں سے اپنے دین سے نہیں ہٹا۔ بہت بہادری سے جان دی۔

انہی ایام میں اس ضلع کی ایک اور جماعت سانگیانگ لومبنگ انڈھیانگ (Sangiang Lombang Indhiang) میں اسی تنظیم کے دہشت گردوں نے چار احمدی احباب کو بے دردی سے شہید کیا جن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ **محترم حاجی سنوسی (Haji Sanusi) صاحب، محترم اومو (Omo) صاحب، محترم تہیان (Tahyan) صاحب اور محترم سہرومی (Sahromi) صاحب۔**

۱۹۴۱ تا ۱۹۴۵ء وارنگ دویانگ چی آنجور (Warung Doyong Chianjur) میں نام نہاد ملاں اور نام نہاد اسلامی شرپسندوں کے فتنہ کی وجہ سے دو احمدیوں کو جیل بھیج دیا گیا جن میں سے ایک احمدی **محترم مارتاوی (Martawi) صاحب** ۴ر مئی کو جیل کے اندر ہی فوت ہو گئے اور اس طرح انہوں نے بھی خدا کی راہ میں شہادت پائی۔ اگرچہ قتل نہیں ہوئے مگر جیل میں راہ مولیٰ میں قید کئے جانے والے جب مرتے ہیں تو شہید ہی ہوتے ہیں۔

اب یورپ آتے ہیں۔ یورپ کے پہلے احمدی شہید کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ البانیہ کے باشندے تھے ان کا نام شریف دوتسا تھا۔ ان کے بیٹے یہاں آکر مجھ سے ملے بھی ہوئے ہیں۔ **شریف دوتسا صاحب یورپ کے پہلے احمدی شہید** ہیں کیونکہ جب کمیونسٹ انقلاب آیا تو وہ مذہب کا نام بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور چونکہ اشتراکیت اصولاً اسلام کے خلاف تھی اس لئے بڑی بہادری کے ساتھ اسلام پر قائم رہے اور کمیونسٹ حکومت کو کہہ دیا کہ میں تمہارے جھوٹے نظام کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس کے نتیجہ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ گویا باقاعدہ انہوں نے شہادت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے قبول کیا ہے۔ سرکردہ رئیس تھے اور ان کا اثر ورسوخ البانیہ میں بھی تھا اور یوگوسلاویہ میں بھی تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شہادت کے موقع پر تحریر فرمایا "شریف دوتسا ایک مخلص احمدی تھے۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ کمیونسٹ طریق حکومت کے مخالف تھے اور جو مسلمان اس ملک میں اسلامی اصول کو قائم رکھنا چاہتے تھے ان کے لیڈر تھے۔ **مرتے تو سب ہی ہیں اور کوئی نہیں جو مقررہ عمر سے زیادہ زندہ رہ سکے مگر مبارک ہے وہ جو کسی نہ کسی رنگ میں دین کی حمایت کرتا ہوا مارا جائے۔** شریف دوتسا کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ یورپ کے پہلے شہید ہیں"۔

اب پھر واپس صوبہ سرحد چلتے ہیں۔ **محترم محمد اکرم خان صاحب چارسدہ ضلع پشاور۔** تاریخ شہادت ۱۰ر جنوری ۱۹۵۰ء۔ آپ نے مولوی محمد الیاس صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ پہلے پیغامی ہوا کرتے تھے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر دستی بیعت کی۔ بڑے مخلص احمدی رہے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مطالعہ کتب کا جنون تھا۔ کچھ عرصہ نائب تحصیلدار رہے۔ دفتر چیف کمشنر سرحد میں میر منشی بھی رہے۔ بعد میں زمینداری اختیار کی اور چارسدہ کے قریب موضع "ڈب" آباد کیا۔ "ڈب" میں ہی تھے کہ کسی کی انگیخت پر ایک نامی گرامی بدمعاش نے ۱۰ر جنوری بروز منگل کو بندوق سے فائر کر کے شہید کر دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "وہ چھہتر سال کی عمر کے تھے اور ایک رئیس خاندان میں سے تھے۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق ان کے بھائی نے بیان کیا تھا کہ ہم نے ایک اٹھنی احمدیوں کو دے دی ہے اور ایک اٹھنی غیر احمدیوں کو۔ یہ پہلے پیغامی جماعت کے ساتھ تھے بعد میں مبایعین میں شامل ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی شہادت میں بعض مولویوں کا ہاتھ ہے"۔ وہ تو لازماً ہوگا مگر چونکہ قطعی شہادت حضرت مصلح موعودؓ کو نہیں ملی تھی اس لئے یہی ذکر فرمایا کہ خیال کیا جاتا ہے۔

اب **چوہدری محمد حسین صاحب** تاریخ شہادت ۲۲ر فروری ۱۹۵۲ء کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ اب پنجاب کی بات ہے اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ احرار موومنٹ کی شرارت اور شوروغوغا بہت زوروں پر تھا۔ احراری لیڈروں کی رات دن کی فتنہ انگیز تقریروں اور تحریروں کی وجہ سے ۱۹ر فروری ۱۹۵۲ء کو چوہدری محمد حسین صاحب احمدی کو گمبٹ ریاست خیرپور سندھ میں شہید کر دیا گیا۔ اب سندھ کے شہداء کا جو ذکر چلتا ہے اس میں عام طور پر لوگ ان کو بھول جاتے ہیں۔ یہ بھی سندھ کے عظیم الشان شہداء میں سے ہیں۔ پولیس نے اطلاع ہونے پر قاتل کو موقع پر گرفتار کر لیا۔ چوہدری صاحب موصوف کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ انّا للّٰہِ وانّا الیہ رَاجِعُون۔

اب پھر انڈونیشیا۔ تاریخ کے اعتبار سے اب پھر انڈونیشیا کی باری آرہی ہے۔ چیانڈام (Chiandam) انڈونیشیا، ۳ر مارچ ۱۹۵۳ء کو اس جماعت کے چھ مرد و زن کو شہید کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں مغربی جاوا، انڈونیشیا میں ایک انتہا پسند پارٹی دارالاسلام ہوا کرتی تھی۔ شرپسند عناصر اور اس جماعت کے پیشوا امام کارتو سوویریو (Karto suwiryo)، جو انڈونیشیا میں نام نہاد اسلامی شریعت نافذ کرنا چاہتے تھے۔ یہ کارتو صاحب کا مشن تھا کہ وہ اپنی شریعت کی چھاپ کو انڈونیشیا پر لگانا چاہتے تھے۔ دارالاسلام جو ان کی تنظیم تھی اس کے دہشت گرد جو کہ اپنے آپ کو تن تارا اسلام انڈونیشیا کہا کرتے تھے۔ ۳ر مارچ ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ شام سات بجے اسی تنظیم تن تارا اسلام کے دہشت گرد صدر جماعت احمدیہ چیانڈام کے گھر آئے۔ اس وقت صدر جماعت محترم سوما صاحب (Soma) صاحب (عمر تقریباً ۷۳ سال) کے پاس اُن کے بیٹے اور جماعت احمدیہ چیانڈام کے اسسٹنٹ سیکرٹری اور محاسب **محترم اوسون (Uson) صاحب** (عمر ۲۱ر سال) اور سوما صاحب کے ایک قریبی رشتہ دار **محترم سرمان (Sarman) صاحب** (عمر ۲۶ر سال) موجود تھے۔

تن تارا کے کارندے زبردستی اُن کے گھر میں داخل ہوئے اور ان تینوں کو اپنے ساتھ گھر کے باہر ایک کھلے میدان میں لے گئے اور فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس کے بعد تن تارا اسلام انڈونیشیا کے شرپسند اس گھناؤنی کارروائی کو جاری رکھتے ہوئے **محترم جُملی (Jumli) صاحب** کے گھر گئے اور انہیں گھر سے باہر بلایا۔ پھر زبردستی گھر میں داخل ہو گئے جہاں **محترمہ ایڈوٹ (Idot) صاحبہ اور محترمہ اونیہ (Uniah) صاحبہ** بھی موجود تھیں۔ انہوں نے تینوں کو گھر سے باہر نکال کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہ و انّا الَیہِ راجِعُون۔

اب لاہور کے شہداء کا ذکر کرتا ہوں جو پہلے مارشل لاء کے نفاذ سے کچھ پہلے شہید ہوئے اور

طالبان دُعا:-

آٹوٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان-248-1652, 248-5222

رہائش-243-0794, 27-0471

ارشاد نبویؐ

خَیر الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

بعضوں کا ذکر پہلے شاید ہو چکا ہو لیکن اب میں تاریخ کے حوالے سے بعض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا ذکر تحقیقی عدالت کی رپورٹ میں بھی ہے۔ جس دن مارشل لاء لگایا گیا اس دن حالات اتنے خراب ہو چکے تھے کہ تحقیقاتی عدالت کے جج جسٹس منیر نے لکھا: اس دن کے واقعات کو دیکھ کر "سینٹ بارتھولومیوڈے" یاد آجاتا تھا: اس مارشل لاء سے قبل جو شہادتیں ہیں ان میں **ماسٹر منظور احمد صاحب مدرّس** بھی شامل تھے۔ ان سب شہداء کے متعلق میں نے لکھ دیا ہے کہ ان کی تفاصیل معلوم کریں کہاں تھے، کس کے بیٹے تھے، ان کی اولاد کہاں کہاں گئی۔ شہادتوں کے ذکر میں توجہ صرف اسی طرح بٹ رہی کہ کون شہید ہوا اور حالانکہ ضروری تھا ہماری تاریخ کو مکمل کرنے کی خاطر کہ ان کی اولاد، ان کے پسماندگان وغیرہ کہاں گئے اور کہاں آباد ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تو اب انشاء اللہ یہ بھی اس شہادت کے تذکرہ کا ایک پھل، بہت ہی نیک پھل ہے جو ہمیں زائد حاصل ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جن کی اولادوں کو بھلا دیا گیا تھا اب وہ اولادیں بھلائی نہیں جا سکیں گی۔ اس خطبہ کے تسلسل میں ان کا ذکر خیر بھی چلے گا۔

ماسٹر منظور احمد صاحب مدرس تھے۔ یہ نہیں لکھا کہ کون تھے، کس کے بیٹے تھے، کہاں تھے۔ صرف اتنا ذکر ہے کہ مدرس تھے۔ ان کے علاوہ ۶/مارچ کو ایک احمدی **محمد شفیع صاحب برما والا** کو مغلپورہ میں شہید کیا گیا اور کالج کے ایک احمدی طالبعلم **میاں جمال احمد صاحب** کو بھی اسی روز شہید کیا گیا۔ میاں جمال احمد صاحب شہید کی شہادت کا واقعہ بہت ہی دردناک بھی ہے اور ان کی بہادری پر بھی دلالت کرتا ہے۔ بہت نڈر انسان تھے۔ محترم جمال احمد صاحب ولد مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور کو ۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو شہید کیا گیا۔ شہادت کے وقت آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف۔ ایس۔ سی۔ کے طالب علم تھے۔ جب بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جاتے تو شہید مرحوم ساری ساری رات ڈیوٹی دیتے۔ ۵/مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ ساری رات گھر کی چھت پر پہرہ دیتے رہے۔

۶/مارچ کو جمعہ کے روز آپ اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کو ملنے سائیکل پر رنگ محل جا رہے تھے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر محلہ دار جو آپ کو جانتے تھے جلوس کی شکل میں کھڑے تھے۔ آپ پاس سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کر دئے۔ آپ سائیکل سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔ ہجوم گالیاں دیتا ہوا آپ کو مارنے کے لئے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا یہ مرزائی ہے اسے جان سے مار دو۔ ایک شخص جو آپ کو ذاتی طور پر جانتا تھا وہ آپ کے پاس آیا کہنے لگا جمال تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں ہو تو میں تمہیں بچا لوں گا۔ اگر تم ویسے نہیں کہنا چاہتے تو میرے کان میں ہی کہہ دو تو پھر بھی میں اس ہجوم کو سنبھال لوں گا۔ کیونکہ آپ نے تو کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ آپ کہنے لگے کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولوں گا، تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ چنانچہ آپ کو نیچے گرا کر چاقوؤں سے شہید کر دیا گیا۔ اِنّا لِلّٰہِ واِنّا اِلَیہ رَاجِعُون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ۱۷ سال تھی۔

جمال احمد شہید کے بھائی نصیر الدین بلال اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ شہید مرحوم کے قاتل حکومت نے پکڑ کر چھوڑ دئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو ہمارے سامنے سزا دے دی۔ ایک پاگل ہو کر نہایت بری حالت میں مرا یعنی گندی نالیوں کا گند پیتے ہوئے پھرتا رہا اسی حالت میں وہ مرا اور دوسرا اندھا ہو کر مرا۔

اب ایک اور احمدی **مرزا کریم بیگ صاحب** کو فلیمنگ روڈ پر چھرا مار دیا گیا اور ان کی نعش ایک چتا میں پھینک دی گئی جو فرنیچر کو آگ لگا کر تیار کی گئی تھی۔ کثرت کے ساتھ اسی روز احمدیوں کی جائیدادیں لوٹی گئیں۔ ان کے سامان کو اکٹھا کر کے ان کی دکانوں میں ڈال کر یا باہر آگ لگا دی گئی۔ تیسرے پہر ایک ممتاز ایڈووکیٹ شیخ بشیر احمد صاحب لاہور کے مکان کو بھی ہجوم نے گھیر لیا۔ اس واقعہ میں شہادت تو کوئی نہیں ہوئی مگر چونکہ شیخ بشیر احمد صاحب نے دفاع میں گولی چلائی تھی اس لئے ان کو پکڑ لیا گیا بعد میں عدالت نے ان کو بری کر دیا۔

۷/مارچ کی رات کو عبد الحکیم مالک پائنر الیکٹرک اینڈ بیٹری سٹیشن کے مکان پر چھاپہ مارا گیا اور ان کی بوڑھی والدہ قتل کر دی گئیں حالانکہ وہ احمدی نہیں تھی۔ یہ واقعہ اس غلط فہمی سے ہوا کہ چونکہ عبد الحکیم صاحب جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ کے صدر تھے اور ایک معروف ہستی تھے اس لئے دشمنوں نے سمجھا کہ ماں بھی احمدی ہو گی حالانکہ وہ احمدی نہیں تھی۔ تو یہ نہیں وہاں قتل ہوئے مگر ان کی بوڑھی والدہ قتل کر دی گئیں۔

۸/مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں دو اور شہادتیں بھی ہوئیں جن میں سے **ایک مکرم حوالدار عبدالغفور صاحب ولد الٰہی بخش صاحب** تھے اور دوسرے لاہور کے علاقہ میں **ایک احمدی عطار** تھے جن کا نام کسی وجہ سے تاریخ میں درج نہیں۔

اب یہ بھی اسی قسم کا واقعہ ہے کہ جہاں تاریخ میں محفوظ رکھنے والی ضروری چیزیں نظر انداز کر دی گئی ہیں۔ اب یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ احمدی عطار شہید ہوا ہو اور اس کا کوئی باپ، کوئی ماں، رشتہ دار، کوئی اور پسماندہ ایسے نہ ہوں جن کو پتہ نہ ہو کہ ان کا نام کیا تھا، کہاں کے تھے اور اب ان کی اولاد بھی کہیں پھیلی ہوئی ہو گی۔ تو یہ وہ اہم تاریخی واقعات ہیں جو نظر سے رہ گئے ہیں اور شہادت کے ذکر میں صرف اتنا ہی کافی سمجھا گیا کہ ایک شہید ہوا، ایک شہید ہوا، ایک شہید ہوا۔ حالانکہ اس کے ماحول کی باتیں، اس کے رشتہ داروں کی باتیں، اس کے بزرگوں کی باتیں، یہ ساری تاریخ کا حصہ ہونی چاہئے تھیں۔ پس اتنا ہی لکھا ہوا ہے کہ ایک احمدی عطار تھا جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اب جب تاریخ لکھنے والے نے لکھا ہے اس وقت اس کا نام نہیں معلوم ہوا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ہنگامے کے حالات میں یہ بات لکھی گئی ہو بعد میں تو آسانی سے یہ نام معلوم کیا جا سکتا تھا۔

اب اس کے بعد جو ذکر چلے گا وہ حفاظت مرکز کے سلسلے میں قادیان اور اس کے نواح میں شہادت کے واقعات کا ذکر ہو گا یہ چونکہ اپنی ذات میں ایک لمبا مسودہ ہے اور اس ذکر میں کئی باتیں بیان ہونے کے قابل ہیں اس وقت میں صرف اتنی بات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ قادیان سے ہجرت سے پہلے جو واقعات وہاں گزرے ہیں ان میں لفظ شہادت کا استعمال جائز ہے۔ اگرچہ ایک تقسیم کا ایک سیاسی جھگڑا تھا اور اس کے نتیجہ میں حملے ہو رہے تھے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جتنے بھی مسلمان جو لاکھوں کی تعداد میں شہید کئے گئے ہیں محض اس جرم میں شہید ہوئے ہیں کہ وہ مسلمان تھے۔ پس احمدی تھے یا غیر احمدی تھے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ ان سے دشمنی کی وجہ ان کا مسلمان ہونا تھا۔ پس اگر کسی کو مسلمان سمجھتے ہوئے خواہ وہ حقیقی مسلمان ہو یا سطحی مسلمان ہو قتل کیا گیا ہو تو لازماً خدا کے حضور اس کا درجہ شہادت کا ہی ہو گا۔

لیکن جن احمدی شہداء کا میں ذکر کروں گا اس ضمن میں ان کے متعلق ایک بات میں کھول دینا چاہتا ہوں کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا شہادت کا مرتبہ ان عام مسلمانوں سے زیادہ بڑا تھا۔ جیسا کہ تفصیلی ذکر آئے گا آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ بہت سے احمدی نوجوانوں نے اپنے بھائی مسلمانوں کی حفاظت میں جانیں دی ہیں اور قادیان میں بڑی بڑی دور دور سے لوگ جا کر اس خیال سے آباد ہوئے تھے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی حفاظت میں اور مرکز کی حفاظت میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کریں۔ پس قطعی طور پر کھلی کھلی شہادت ہے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور اپنی جانیں دے دیں اور جانتے تھے کہ انتہائی خطرناک حالات ہیں اس کے باوجود بعض بہت دور دور کے گاؤں میں گئے ہیں اور وہاں سارے کے سارے مسلمان گاؤں کا انخلا کروا دیا ہے حالانکہ چند ایک ہوا کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی اور کامیابی کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کو وہاں سے نکالنے کی توفیق احمدیوں کو ملی۔

قربانی کا یہ حال تھا اس زمانہ میں جب کہ کھانے کو روٹی بھی نہیں ملتی تھی، ایک ایک لاکھ یا اس سے زائد مسلمان مہاجرین کو روٹی دینے کا انتظام قادیان کے لنگر خانہ نے کیا ہوا تھا۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کی فراست دیکھئے کہ اس سے بہت پہلے آپ نے اندازہ لگا لیا تھا کہ حالات نہایت خطرناک ہونے والے ہیں اور ہمیں اس وقت ضرورت پڑے گی جب کہ کہیں گندم میسر ہی نہیں آئے گی، جب کہیں خوراک نہیں ملے گی۔ چنانچہ آپ نے جماعت احمدیہ کا وہ انتظام جہاں گندم جمع کی جاتی تھی اس انتظام کو کناروں تک گندم سے بھروا دیا۔ بہت دور دور تک لوگوں کو بھیجا جاتا تھا کہ وہ گندم خرید کے لائیں۔ اس وقت تعجب ہوتا تھا کہ اتنی زیادہ گندم کی ضرورت کیا ہے مگر جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت پتہ چلا کہ ارد گرد کے مسلمان جو لاکھوں کی تعداد میں قادیان میں پناہ لینے کے لئے وقتاً فوقتاً آتے رہے اگر وہ دشمن کی بستیوں سے بچا بھی لئے جاتے تو فاقوں کا شکار ہو جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے گندم کے ذخیروں نے ان کو زندہ رہنے کے لئے قوت مہیا کر دی یعنی جیسا بھی تھا نمک روٹی سے گزارہ کیا یا پانی نمک روٹی سے گزارہ کیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ رکھے گئے اور ان کے زندہ رکھنے میں وہ تمام احمدی شامل ہیں جنہوں نے مختلف جگہوں سے وقف کر کے قادیان میں آ کر اس کی حفاظت کے انتظام کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

اب چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے اس میں میں اگلے مضمون کو شروع نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ آگے جرمنی میں بھی جاری رہے گا اور جرمنی کے بعد پھر جب یہاں آئیں گے تب بھی یہ شہداء کے تذکرے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی سعادت تو نصیب کر ہی چکا ہے ان کی اولادوں کو بھی دین و دنیا کی سعادتیں نصیب کرے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سب نئی نسلوں کو توفیق عطا فرمائے۔

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۹۸

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(مومنوں سے محبت۔ شفقت۔ بالخصوص نئے داخل ہونے والوں سے حسن سلوک اور تالیف قلوب کے آئینہ میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

☆ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

(توبہ آیت ۱۲۸)

☆ فبما رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران)۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(شعراء آیت ۲۱۶)

☆ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب ۷)

ترجمہ: ☆ اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے۔ اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

☆۔ اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے ہی جو اللہ کی طرف سے تجھے دی گئی ہے ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔

☆۔ اور جو تیرے پاس مومن ہو کر آئیں ان کے لئے محبت کے بازو جھکا دے۔

☆۔ نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے۔ اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

قابل احترام صدر اجلاس اور سامعین حضرات! جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سلسلہ ہدایت کو قائم فرماتے ہوئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد اللہ سے محبت اور انسانوں سے محبت کا قیام تھا۔ کیونکہ یہی دو محبتیں ہیں جن سے رضوان الٰہی کی جنتیں نشو و نما پاتی ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کیہی دو محبتیں اتم و اکمل رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پروان چڑھی ہیں جس کا نقشہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حسن لیکر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کافی ہے " دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" یعنی وہ نبی جناب الٰہی کے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کیطرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حصوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا اور دونوں قسم کا حسن روحانی ظاہر کیا اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۲)

اسی آیت کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں:۔

مقام شفاعت کیطرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان میں فرمایا ہے " دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنی یہ رسول خدا کی طرف چڑھا جہاں تک امکان ہے خدا سے نزدیک ہوا اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا اور پھر ناسوت کیطرف کامل رجوع کیا یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور شریعت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے پورا حصہ لیا لہٰذا ایک طرف خدا کی محبت میں کمال تام تک پہنچا پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا اس لئے دونوں طرف کے مساوی قرب کیوجہ سے ایسا ہو گیا جیسا کہ وہ دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے لہٰذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے اس میں پائی گئی اور خدا نے اپنے کلام میں اس کیلئے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسے طور سے درمیان ہے جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ا صفحہ ۱۸۲)

محترم سامعین حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی تمام انسانوں بالخصوص ان پر ایمان لانے والوں سے شفقت و محبت تھا اور چونکہ ہمارے سید و مولیٰ سرور انبیاء ہیں اس لئے آپ اس مقصد میں باقی تمام انبیاء کی نسبت بڑھ کر کامیاب ہوئے ہیں۔

جب آپ پر فرشتہ رسالت نازل ہوا اور آپ کو آپ کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا تو آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فوراً اسی حوالے سے آپ کی کامیابی کی ضمانت دی کہ آپ خلق خدا پر رحمت و شفقت کرنے والے ہیں فرمایا۔

"كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

خدا کی قسم اللہ آپ کو ہر گز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق بات میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔

معزز سامعین! بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے وہ اوراق جو مومنوں سے محبت و شفقت کے واقعات سے درخشندہ ہیں اس قلیل وقت میں ان میں سے چند کا ہی ذکر ممکن ہے ملاحظہ فرمایئے۔

غریب اور بے سہارا لوگوں سے محبت

☆۔ ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے ایک غریب صحابی جو اتفاقی طور پر نہایت بدصورت بھی تھے گرمی کے موسم میں مزدوری کرتے ہوئے پسینہ اور گرد و غبار کی وجہ سے اور بھی کثیف اور بدحال نظر آ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سے ان کے پیچھے چلتے گئے اور جیسے بچے آپس میں کھیلتے وقت چوری چھپے پیچھے کی طرف سے جا کر کسی دوست کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور پھر یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اندازہ لگا کر بتائے کہ کس شخص نے اس کی آنکھیں بند کی ہیں اسی طرح آپ نے پیچھے سے جا کر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دئے اس نے اپنے ہاتھ سے آپ کے بازو اور جسم کو ٹٹولنا شروع کیا اور سمجھ لیا کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یوں بھی وہ سمجھتا تھا کہ اتنے غریب بدصورت اور اتنے بدحال آدمی کے ساتھ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا اپنی محبت کا اظہار اور کون کر سکتا ہے اور پھر محبت کے جوش میں اپنے گرد آلود پسینے سے شرابور جسم کو اپنے محبوب آقا کے جسم سے ملنا شروع کیا۔ اس حالت میں بھی آنحضرت ﷺ مسکراتے رہے اور پھر مذاقاً فرمایا میرے پاس ایک غلام ہے کوئی اس کا خریدار ہے اس غریب صحابی نے افسردگی سے کہا یا رسول اللہ میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں آپ نے فرمایا نہیں نہیں ایسا مت کہو تمہاری قیمت خدا کی نظر میں بہت زیادہ ہے۔

☆۔ آنحضرت ﷺ پر ابتدائی دنوں میں ایمان لانے والے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے بینائی جاتی رہی ہم لوگوں نے اپنی کفالت کی درخواست کی لیکن کسی نے منظور نہیں کی آخر ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ہمیں اپنے دولت خانہ پر لے گئے اور تین بکریوں کو دکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو چنانچہ ہم میں سے ہر شخص دودھ دوہ کر اپنا حصہ پی لیا کرتا۔

☆۔ امت کے غریب لوگوں سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک بکری کی قربانی صرف اور صرف اپنی امت کے ان افراد کیلئے کی جو قربانی کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ابغونی فی الضُّعفاءِ فاِنّما تُرزَقُوْن وتُنصرُون بضعفاءِ کُم۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو یقیناً تمہیں اپنے کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔ اور مدد کی جاتی ہے۔

☆۔ ایک غریب عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی جو مسجد میں جھاڑو دیتی تھی اس کی وفات ہو گئی صحابہ نے آپ کو اطلاع دینا ضروری نہ سمجھ کر خود ہی جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ کو بہت افسوس ہوا کہ کیوں آپ کو اطلاع نہ دی گئی اور اس کی قبر پر جا کر دعا کی۔

ابو سفیان کی بیوی ہندہ جس نے جنگ احد میں آپ کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے تو وہ عورتوں میں چھپی چھپی آپ کے پاس پہنچی گئی جب عورتوں کی بیعت ہونے لگی تو وہ بھی ان عورتوں کے ساتھ ملکر الفاظ بیعت دہراتی چلی گئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اقرار کرو کہ ہم شرک نہیں کریں گی اس وقت ہندہ بول اٹھی کہ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کریں گے۔ آپ اکیلے تھے اور ہم زبردست قوم تھے آپ اکیلے نے توحید کی آواز بلند کی اور ہماری ساری قوم نے مل کر آپ کے مقابلہ میں بتوں کی عظمت قائم کرنے کا تہیہ کیا ہمارا اور آپ کا مقابلہ ہوا اور ہم نے اپنا سارا زور صرف کر دیا اس کے باوجود ہم گھٹتے چلے گئے اور آپ بڑھتے چلے گئے اگر ہمارے بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو کیا یہ ہو سکتا تھا کہ آپ ہمارے مقابلہ میں جیت جاتے آپ کا ہمارے مقابلہ میں جیت جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے بت بالکل بے کار ہیں اور خدائے واحد کی ہی اس دنیا پر حکومت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ہندہ ہے؟ ہندہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہندہ ہوں مگر مسلمان ہندہ۔ رحمۃ للعالمین نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

☆۔ بخاری کتاب الصلوۃ میں ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور میری خواہش ہوتی ہے کہ میں نماز کو لمبا کروں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ کہیں بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو رہی ہو معاشرہ میں سب سے کمزور اور حقیر سمجھا جانے والا طبقہ غلاموں اور نوکروں کا ہوتا ہے پر آپ کے اسوۂ حسنہ نے ان کے مقام کو بھی اونچا کیا۔

☆۔ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ غریب صحابہ جو کسی وقت غلام ہوتے تھے بیٹھے ہوئے تھے ابو سفیان ان کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے اس کے سامنے اسلام کی کچھ جیت کا ذکر کیا حضرت ابو بکر سن رہے تھے انہیں یہ بات بری معلوم ہوئی کہ قریش کے سردار کی ہتک کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابو بکر نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم قریش کے سردار اور ان کے افسر کی اس طرح ہتک کرتے ہو۔ پھر حضرت ابو بکر نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یہی بات بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر شاید تم نے اللہ کے ان خاص بندوں کو ناراض کر دیا ہے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو جائے گا حضرت ابو بکر اسی وقت اٹھے اور ان لوگوں کے پاس واپس آئے اور کہا اے میرے بھائیوں کیا میری بات سے تم ناراض ہو گئے ہو اس پر ان غلاموں نے جواب دیا اے ہمارے بھائی ہم ناراض نہیں ہوئے خدا آپ کا قصور معاف کرے۔

(مسلم کتاب الفضائل بحوالہ دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۵۱)

☆۔ حضرت زید جو غلام تھے اور آپ کے دعوئ نبوت پر فوراً آپ پر ایمان لے آئے تھے آپ ان سے اس قدر شفقت و محبت سے پیش آتے کہ حضرت زید آپ کے قرب کو جنت الماویٰ سمجھتے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے والدین آپ کو لینے آئے تو آپ ان کے پاس نہیں گئے چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنا مال اور اپنے غلام آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں تو آپ نے حیرت اور خوشی سے مکرر اس کی تائید چاہی کہ خدیجہ سچ مچ تم ایسا کرو گی؟ جب انہوں نے دوبارہ اقرار کیا تو آپ نے فرمایا میرا پہلا کام یہ ہوگا کہ میں غلاموں کو آزاد کر دوں گا چنانچہ آپ نے اسی وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلاموں کو بلایا اور فرمایا تم سب لوگ آج سے آزاد ہو۔

اور مال کا اکثر حصہ غرباء میں تقسیم کر دیا جو غلام آپ نے آزاد کئے ان میں ایک زید نامی غلام بھی تھا۔ وہ دوسرے غلاموں سے زیادہ زیرک اور زیادہ ہوشیار تھا کیونکہ وہ ایک شریف اور معزز خاندان کا لڑکا تھا جسے بچپن میں ڈاکو چرا کر لے گئے تھے اور وہ بکتا بکتا مکہ میں پہنچا تھا۔ اس نوجوان نے اپنی زیرکی اور ہوشیاری سے اس بات کو سمجھ لیا کہ آزادی کی نسبت اس شخص کی غلامی بہت بہتر ہے۔ جب آپ نے غلاموں کو آزاد کیا جن میں زید بھی تھا تو زید نے کہا آپ مجھے آزاد کرتے ہیں پر میں آزاد نہیں ہوتا میں آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہوں چنانچہ وہ آپ کے ساتھ رہا اور روز بروز آپ کی محبت میں بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ ایک مالدار خاندان کا لڑکا تھا اس کے باپ اور چچا ڈاکوؤں کے پیچھے پیچھے اپنے بچہ کو تلاش کرتے ہوئے نکلے آخر انہیں معلوم ہوا کہ ان کا لڑکا مکہ میں ہے۔ چنانچہ وہ مکہ میں آئے اور پتہ لیتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے بچہ کو آزاد کر دیں اور جتنا روپیہ چاہیں لے لیں آپ نے فرمایا زید کو تو میں آزاد کر چکا ہوں اور وہ بڑی خوشی سے آپ لوگوں کے ساتھ جا سکتا ہے۔ پھر آپ نے زید کو بلوا کر ان کے باپ اور چچا سے ملوا دیا اور جب دونوں فریق مل چکے اور آنسوؤں سے اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے تو زید کے باپ نے اس سے کہا کہ اس شریف آدمی نے تمہیں آزاد کر دیا ہے تمہاری ماں تمہاری یاد میں تڑپ رہی ہے اب تم جلدی چلو اور اس کیلئے راحت اور تسکین کا موجب بنو۔ زید نے کہا ماں اور باپ کس کو پیارے نہیں ہوتے میرا دل بھی اس محبت سے خالی نہیں ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس قدر میرے دل میں داخل ہو چکی ہے کہ اس کے بعد میں آپ سے جدا نہیں ہو سکتا مجھے خوشی ہے کہ میں نے آپ لوگوں سے مل لیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا میری طاقت سے باہر ہے۔ زید کے باپ اور چچا نے بہت زور دیا لیکن زید نے ان کے ساتھ جانا منظور نہ کیا زید کی اس محبت کو دیکھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے فرمایا زید تو آزاد پہلے ہی تھا مگر آج سے یہ میرا بیٹا ہے اس نئی صورت حال کو دیکھ کر زید کے باپ اور چچا وطن واپس چلے گئے اور زید ہمیشہ کیلئے مکہ کے ہو گئے۔

☆۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول جو ظاہر میں مسلمان تھا اور باطن میں اسلام کا جانی دشمن اور مخالف تھا اور کئی طریقوں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تکلیف دینے کی کوشش کیا کرتا تھا اس کی وفات پر اس کے بیٹے نے جو ایمان و عمل میں سچا مسلمان تھا آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ میرے باپ کا جنازہ پڑھ دیجئے آپ جنازہ پڑھانے کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتا بھی دے دیا ہے"۔

(الحکم ۲۴/اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)

☆۔ حدیث کی مشہور کتاب "ترمذی" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تشریف فرما تھے تو زید بن حارثہ آپ سے ملاقات کیلئے میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے تشریف لے گئے اور آپ نے انہیں اپنے گلے لگایا اور پیار کیا۔

☆۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیباج اور حریر (ریشمی کپڑے) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم اور ملائم محسوس نہیں کیا اور میں نے کبھی بھی کوئی خوشبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی محسوس نہیں کی اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی ہے لیکن آپ نے کبھی مجھ سے اُف تک نہیں فرمایا اور جس کام کو میں نے کر لیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا اور اس چیز کے متعلق جس کو میں نے نہیں کیا یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

☆۔ حضرت ابو رفاعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک مسافر آدمی اپنے دین کے متعلق سوالات کرنے آیا ہے اور وہ اپنے دین کی حقیقت سے واقف نہیں کہ دین کس کو کہتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور مجھ کو وہ احکامات سکھلانے لگے جن کی اللہ رب العزت نے آپ کو تعلیم فرمائی اس کے بعد خطبہ کی طرف التفات کیا اور اس کو پورا کیا۔ (مسلم)

اصحاب صفہؓ سے شفقت کا سلوک

شروع شروع میں جو لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے ان میں سے اکثر نہایت غریب اور بے کس لوگ تھے جنہیں دنیا والوں کی طرف سے اور ان کے مالکوں کی طرف سے ستایا اور دھتکارا جاتا تھا آپ نے ایسے تمام مومنین کو اپنے گلے سے لگایا اور انہیں مادر مہربان سے بھی بڑھ کر محبت بخشی اکثر غربا کا مسکن آپ کے قرب میں مسجد نبوی ہی تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کھانے پینے اور ہر طرح آرام کا خیال رکھتے تھے اور جنہیں اصحاب صفہ کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی بھوک کو سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہ پہچان سکا۔

☆۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت مجاہد کے حوالے سے بیان کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں بھوک کی وجہ سے کئی مرتبہ نڈھال ہو کر زمین پر گر جایا کرتا تھا اور بھوک کی شدت کیوجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔

ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جہاں سے صحابہ کا گذر ہوتا تھا حضرت ابو بکرؓ وہاں سے گذرے میں نے ان سے قرآن مجید کی کسی آیت کے بارے میں سوال کیا میں نے یہ سوال محض اس لئے کیا تھا کہ آپ مجھے اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلا دیتے انہوں نے مجھے کھانے کی دعوت نہ دی پھر حضرت عمرؓ کا وہاں سے گذر ہوا ان سے بھی میں نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا میرا اب بھی یہی خیال تھا کہ عمرؓ مجھے کھانا کھلا دیں گے انہوں نے بھی دعوت نہ دی اس کے بعد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرے اور مجھے دیکھ کر آپ نے تبسم فرمایا آپ سمجھ گئے کہ میرے دل میں کیا ہے اور میرا چہرہ کیا بتا رہا ہے آپ نے فرمایا "اے ابوھر" میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ فرمایا آؤ میرے ساتھ آؤ۔ میں آپ کے ساتھ چلا آپ گھر میں داخل ہوئے پھر مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ گھر میں دودھ سے بھرا ایک پیالہ پڑا تھا آپ نے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا فلاں عورت نے ہدیہ بھیجا ہے آپ نے فرمایا "ابوھر" میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا اصحاب صفہ کے پاس جاؤ اور ان سب کو بلا لاؤ۔

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں۔ اصحاب صفہ اسلام کے سپاہی اور اللہ کے مہمان تھے نہ ان کا کوئی گھر بار تھا نہ اہل و عیال نہ وہ دنیا کمانے کی فکر کرتے نہ مال کی ہوس رکھتے تھے وہ طلبۂ علم اور مجاہدین فی سبیل اللہ تھے حضور اکرم کے پاس اگر صدقے کا مال ہوتا تو پورے کا پورا اصحاب صفہ پر خرچ کر دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے تھے اور اگر کہیں سے ہدیہ آ جاتا تو اصحاب صفہ کو بھی دیتے اور خود بھی اس میں سے حصہ لے لیا کرتے تھے۔

جب آپ نے مجھے حکم دیا تو میں اصحاب صفہ کو بلانے تو چلا گیا مگر مجھے یہ بات اچھی نہ لگی میں نے سوچا اس دودھ سے اصحاب صفہ کا کیا بنے گا کیا ہی اچھا ہوتا کہ حضور اکرمؐ مجھے یہ دودھ پلا دیتے میں تو سیر ہو جاتا۔ خیر سب اصحاب صفہ آکر بیٹھ گئے آپ بھی تشریف لے آئے اور مجھے حکم دیا کہ ان کو ایک سرے سے پلانا شروع کر دوں۔ ایسے مواقع پر ہمیشہ میری ہی ذمہ داری ہوتی تھی کہ تقسیم کروں۔ میں نے پلانا شروع کیا تو خیال آیا کہ یہ دودھ میری باری آنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ میں نے لوگوں کو باری باری دودھ پلایا ہر ایک سیر ہو کر پیتا اور پھر دوسرے کی باری آتی سبھی وگ پی چکے تو میں پیالہ لیکر حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچا۔

آپ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا "اباھر" میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا سبھی پی چکے اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کی

آپ نے سچ فرمایا یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا بیٹھ اور پی۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا اور پیا۔ آپ نے فرمایا اور پی میں نے اور پیا۔ آپ بار بار کہتے رہے اور پی لو اور پی لو میں نے بالآخر عرض کیا یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے اب مزید گنجائش بالکل نہیں ہے اس پر آپ نے فرمایا لاؤ پھر مجھے دیدو میں نے پیالہ آپ کو دے دیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر پیالے میں بچا ہوا دودھ پی لیا۔

نئے ایمان لانے والوں سے محبت اور ہمدردی

نئے ایمان لانے والوں کیلئے بالخصوص آپ نے تالیف قلوب کا سلسلہ فرمایا اور خاص طور پر ان کا خیال رکھتے تھے مال غنیمت میں سے انہیں خصوصی حصہ عطا فرماتے تھے اور ان کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر نئے ایمان لانے والوں کو خصوصی مراعات عطا فرمائیں جبکہ انصار نوجوان نے اس پر شکوہ بھی کیا۔ چنانچہ تاریخ میں آتا ہے کہ:۔

☆۔ فتح مکہ اور حنین کے بعد وہ اموال جو مغلوب دشمنوں کے جرمانوں اور میدان جنگ میں چھوڑی ہوئی چیزوں سے جمع ہوئے تھے حسب دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی لشکروں میں تقسیم کرنے تھے لیکن اس موقع پر آپ نے بجائے ان اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے مکہ اور ارد گرد کے لوگوں میں تقسیم کر دیا ان لوگوں کے اندر ابھی ایمان تو پیدا نہیں ہوا تھا بہت سے تو ابھی کافر تھے اور جو مسلمان تھے وہ بھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے یہ ان کیلئے بالکل نئی چیز تھی کہ ایک قوم اپنا مال دوسرے لوگوں میں بانٹ رہی ہے اس مال کی تقسیم سے بجائے ان کے دل میں نیکی اور تقویٰ پیدا ہونے کے حرص اور بھی بڑھ گئی انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمگھٹا ڈال لیا اور مزید مطالبات کے ساتھ آپ کو تنگ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ دھکیلتے ہوئے وہ آپ کو ایک درخت تک لے گئے اور ایک شخص نے آپ کی چادر جو آپ کے کندھوں پر رکھی ہوئی تھی پکڑ کر اس طرح مروڑنی شروع کی کہ آپ کا سانس رکنے لگا آپ نے فرمایا اے لوگو! میرے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تمہیں دے دیتا تم مجھے کبھی بخیل یا بزدل نہیں پاؤ گے پھر آپ اپنی اونٹنی کے پاس گئے اور اس کا ایک بال توڑا اور اسے اونچا کیا اور فرمایا اے لوگو مجھے تمہارے مالوں میں سے اس بال کے برابر بھی ضرورت نہیں سوائے پانچویں حصہ کے جو عرب کے قانون کے مطابق حکومت کا حصہ ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتا بلکہ وہ تمہیں لوگوں کے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔۔۔ مگر باوجود اس طرح تمام اموال غرباء میں تقسیم کرنے کے پھر بھی ایسے سنگ دل لوگ موجود تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کو انصاف کی تقسیم نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ذو الخویصرہ نامی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا اے محمد جو کچھ آپ نے آج کیا ہے وہ میں نے دیکھا ہے آپ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا میں نے یہ دیکھا کہ آپ نے آج ظلم کیا ہے اور انصاف سے کام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا تم پر افسوس اگر میں نے عدل نہیں کیا تو پھر اور کون دنیا میں عدل کرے گا۔

☆۔ بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن مکہ فتح ہوا اور آپ نے غنیمت کا سارا مال قریش کو دے دیا تو انصار کے نوجوان کہنے لگے خدا کی قسم یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے ابھی تک تو ہماری تلواروں سے قریش کے خون ٹپک رہے ہیں اور غنیمت کے مال جو ہم نے کمائے وہ ان کو دئے جاتے ہیں یہ خبر آنحضرت ﷺ کو پہنچی آپ نے انصار کو بلا بھیجا اور پوچھا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچی ہے انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے صاف کہہ دیا جو بات آپ کو پہنچی ہے وہ سچ ہے اور ہم ہی نے کہی ہے۔ آپ نے فرمایا انصار کے لوگو کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ دوسرے لوگ غنیمت کے مال لے لیکر اپنے گھروں کو واپس جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لیکر اپنے گھروں کو لوٹو پھر فرمایا اگر انصار کسی نالے یا گھاٹی میں گھسیں تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں جاؤں گا جہاں انصار جائیں گے۔

سامعین حضرات! نئے ایمان لانے والوں سے ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت کے سلسلہ میں ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کے گوش گذار کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت کا ایک انمٹ نقش چھوڑ جاتا ہے چنانچہ تاریخ میں آتا ہے۔

☆۔ فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا کہ ان کے بعض ظالمانہ قتلوں اور ظلموں کی وجہ سے وہ قتل کئے جائیں۔۔۔ ان میں سے ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بھی تھا۔ عکرمہ کی بیوی دل سے مسلمان تھی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ عکرمہ کو بھی آپ معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہاں ہم اسے معاف کرتے ہیں عکرمہ بھاگ کر یمن کیطرف جا رہے تھے کہ بیوی اپنے خاوند کی محبت میں پیچھے پیچھے اس کی تلاش میں گئی جب وہ ساحل سمندر پر کشتی میں بیٹھے ہوئے عرب کو ہمیشہ کیلئے چھوڑنے پر تیار تھے کہ پراگندہ سر اور پریشان حال بیوی گھبرائی ہوئی پہنچی اور کہا اے میرے چچا کے بیٹے (عرب عورتیں اپنے خاوندوں کو چچا کا بیٹا کہا کرتی تھیں) اتنے شریف اور اتنے رحم دل انسان کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو عکرمہ نے حیرت سے اپنی بیوی سے پوچھا کیا میری ان ساری دشمنیوں کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف کر دیں گے؟ عکرمہ کی بیوی نے کہا ہاں ہاں میں نے ان سے عہد لے لیا اور انہوں نے تم کو معاف کر دیا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا یارسول اللہ میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے میرے جیسے انسان کو بھی معاف کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا تمہاری بیوی ٹھیک کہتی ہے۔ ہم نے تم کو معاف کر دیا عکرمہ نے کہا جو شخص اتنے شدید دشمنوں کو معاف کر سکتا ہے وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد (ﷺ) تم اس کے بندے اور اس کے رسول ہو اور پھر شرم سے اپنا سر جھکا لیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی حیا کی حالت کو دیکھ کر اس کے دل کی تسلی کیلئے فرمایا عکرمہ! ہم نے تمہیں صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس سے زائد یہ بات بھی ہے کہ اگر آج کوئی ایسی چیز مجھ سے مانگو جس کے دینے کی مجھ میں طاقت ہو تو میں وہ بھی تمہیں دے دوں گا عکرمہ نے کہا یارسول اللہ اس سے زیادہ اور میری خواہش کیا ہو سکتی ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ میں نے جو آپ کی دشمنیاں کی ہیں وہ مجھے معاف کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا میرے اللہ وہ تمام دشمنیاں جو عکرمہ نے مجھ سے کی ہیں اسے معاف کر دے اور وہ تمام گالیاں جو اس کے منہ سے نکلی ہیں وہ اسے بخش دے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنی چادر اتار کر اس کے اوپر ڈال دی اور فرمایا جو اللہ پر ایمان لاتے ہوئے ہمارے پاس آتا ہے ہمارا گھر اس کا گھر ہے اور ہماری جگہ اس کی جگہ ہے۔

ہمارے پیارے آقا و مطاع سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان اور خاص طور پر مومنین کے لئے مجسم رحمت اور سراپا عشق و محبت تھے اور ان کیلئے خیر و بھلائی کے حریص تھے مومنین کا تکلیف میں پڑنا آپ پر بے حد شاق گذرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظل بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّم یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۶ صفحہ ۶۔ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

☆۔ حدیث میں آتا ہے کہ شروع کے دنوں میں سب سے پہلے ایک چور کو حد کی سزا دی گئی اور حضور کے پاس لایا گیا جب اس کے جرم کا ثبوت مل گیا تو حضور نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو لوگ جب اسے لیکر جانے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے چہرہ مبارک پر اس کا اثر ہے آپ پُر ملال اور اداس اداس ہیں اس پر بعض نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس واقعہ کا بے حد افسوس ہے۔ حضور نے فرمایا کیوں نہ افسوس ہو تم لوگ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار بن جاتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اس پر آپ نے فرمایا تم میرے پاس یہ شکایت لانے سے پہلے چھوڑ سکتے تھے جب امام کے پاس ملزم کو لایا جائے اور جرم ثابت ہو جائے تو اس کارروائی کے بعد سزا واجب ہو جاتی ہے اور امام یہ سزا معطل نہیں کر سکتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا یعنی چاہئے کہ وہ لوگ عفو اور درگذر سے کام لیں۔

(مسند الامام الاعظم کتاب الحدود)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو سزا سے بچانے کیلئے حتی الامکان کوشش کرو اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو امام کا معاف او ردرگذر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

(ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود)

☆۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ دعا پڑھتے رہے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (مائدہ) کہ خدایا تیرے یہ بندے جو میرے سپرد کئے گئے ہیں مجھے ان کا اتنا غم ہے کہ میں راتوں کو اٹھ کر تیرے حضور گریہ وزاری کر رہا ہوں تو مالک ہے چاہے تو بخش بھی سکتا ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دینے کا فیصلہ کرے تو وہ تیرے بندے ہیں ہاں اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً تو ہر غالب سے بڑھ کر غالب اور بہت ہی حکمت والا ہے۔

☆۔ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس معاملے میں نرمی شامل ہو جائے وہ معاملہ حسین ہو جاتا ہے اور جس کام میں سختی داخل ہو جائے وہ بھدا اور بدنما ہو جاتا ہے۔

☆۔ اس حدیث میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال ترک فرما دیتے تھے حالانکہ آپ کی خواہش ہوتی تھی کہ آپ وہ بجا لائیں اس خوف سے کہ اگر آپ نے وہ عمل کیا تو کہیں لوگوں پر فرض نہ

ہو جائے۔(بخاری)

آخر میں مومنین کیلئے آپ کی دُعاؤں کا تذکرہ

آپ کے رحمت ہونے کا ثبوت ان دعاؤں سے بھی ملتا ہے جو بیش بہا خزانہ کی صورت میں رہتی دنیا تک کیلئے آپ نے اپنی امت کو عطا کر دی۔ایسی پاکیزہ اور پر اثر دعائیں جو خدا کی رحمت کو جوش میں لانے والی اور اسے کھینچنے والی ہیں چند ایک دعائیں ہدیہ سامعین کرتا ہوں۔

...... حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور اس لئے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دُعا مانگنا کبھی نہ چھوڑنا۔ اللّٰھُمَّ أعِنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتک (سنن ابو داؤد کتاب الصلوۃ)

یعنی اے اللہ مجھے اپنے ذکر اور شکر کی توفیق عطا کر اور بہتر رنگ میں عبادت بجالانے کی۔

☆۔چند جامع دعاؤں کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔اے اللہ ہمیں اپنی خشیت نصیب کر جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان روک بن جائے اور اپنی اطاعت نصیب کر جو تیری جنت تک ہمیں پہنچائے اور ایسا یقین جو دنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان کر دے۔اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہماری آنکھ ہمارے کانوں۔ ہماری قوتوں کو بھی زندہ سلامت رکھ۔اے اللہ جو ہم سے دشمنی کرے تو اس کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔اے اللہ ہم پر وارد ہونے والی کوئی مصیبت ہمارے دین میں خلل نہ ڈالے۔اور ہم دنیا کا غم کرنے والے نہ ہوں اے اللہ ہم پر اس کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم کرنیوالے نہ ہوں۔

☆۔اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی بھی محبت چاہتا ہوں اے اللہ مجھے ایسا عمل عطا کر جو تیری محبت تک پہنچائے۔

☆۔اے ہمارے رب ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور نکال ہمارے لئے ہماری کامیابی کی راہیں اے میرے رب کھول دے میرا سینہ اور آسان فرمادے مجھ پر میرا کام۔

☆۔اے اللہ برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں۔

اب آخر میں چند ایک اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آچکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور سرور سے سرشار کرنا چاہتے تھے ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ وزاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی اسی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفسَکَ اَلَّایَکُونُوا مُؤمِنِین۔

نیز آپ نے فرمایا:۔آنحضرت ﷺ نے واقعی ہمدردی اور محنت اُٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کیلئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفسَکَ اَلاَّ یَکُونُوا مُؤمِنِینَ۔کیا تو اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کرلے گا۔

سامعین! خلق خدا کی خاطر جو جان لیوا غم ہمارے پیارے آقا کو لاحق تھا یہی غم دعا بنکر ابر رحمت کی صورت میں برسا جس نے ساری دنیا بالخصوص عرب کو سرسبز و شاداب کر دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا نہ پہلے اس سے کسی کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس اُمی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِكْ علَیْهِ والِه بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِھٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنزِلْ عَلَیْهِ اَنْوارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبد“۔(برکات الدعا)

احباب کرام آنحضرت ﷺ کی مومنوں سے شفقت اور محبت کے بے شمار واقعات تاریخ اسلام میں بھرے پڑے ہیں اور اس قلیل وقت میں ان سب کا بیان تو در کنار شمار کرنا بھی ممکن نہیں صرف اللہ تعالیٰ کی شہادت کو پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلاَّ رَحمَةً لِّلعَالَمِینَ۔

کہ اے محمد (ﷺ) میں نے تجھے تمام دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور پھر مومنوں کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنفُسِکُمْ عَزِیزٌ عَلَیهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیصٌ عَلَیکُمْ بِالْمُؤمِنِینَ رَءُوفٌ رَّحِیم

کہ اے مومنو تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیهِ وَسَلِّمُوا تَسلِیماً۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِینَ۔

یاری پورہ (کشمیر) میں گیسٹ ہاؤس و دفتر (مشترکہ) کا سنگ بنیاد

یاری پورہ میں آفس کم رہائش فلیٹ کے سنگِ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم راجہ فضل الرحمان خان صاحب مکرم میر غلام رسول صاحب، مکرم راجہ نذیر احمد خان صاحب اور مکرم ڈاکٹر اکرام اللہ ٹاک صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ۔ عزیزم فہیم مہدی صاحب وقفِ نو اور احبابِ جماعت احمدیہ یاری پورہ نے علی الترتیب بنیادی پتھر رکھے۔

مقامی احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی اس بابرکت موقع پر شریک ہوئے سب حاضرین کی کھجوروں سے تواضع کی گئی۔بعد دُعا یہ مقدس تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس نئی عمارت کے بابرکت اور اشاعتِ اسلام کے اعلیٰ مقاصد کیلئے مؤثر و ممد ہونے کیلئے تمام احباب جماعت سے دُعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔(عبدالحمید ٹاک امیر جماعت جموں و کشمیر)

برازلو یاری پورہ (کشمیر) میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد

برازلو یاری پورہ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب مورخہ ۲۳/ مئی ۹۹ کو عاجزانہ دُعاؤں کے ساتھ منعقد ہوئی۔ مکرم و محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت جموں و کشمیر نے بنیادی پہلا پتھر رکھ کر آغاز فرمایا مکرم میر عبدالستار صاحب سیکرٹری وقفِ جدید یاری پورہ نے اذان دی بعدہٗ مکرم راجہ ارشاد احمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ برازلو اور علی الترتیب مکرم بشیر احمد خان صاحب نونہ مئی، مکرم راجہ شمس اللہ خان صاحب سیکرٹری مال برازلو، خاکسار راجہ تسلیم احمد خان قائد مجلس برازلو اور دیگر احبابِ جماعت برازلو اسی طرح غیر از جماعت معززین نے بھی اس موقعہ پر بنیادی پتھر نصب کئے۔اس موقعہ پر جماعت احمدیہ یاری پورہ۔ چک ایمرچھ، چک ڈسنڈ، نونہ مئی، ناصر آباد، اندورہ کے احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا جو بخوشی اِس تقریب میں شامل ہوئے اور سنگ بنیاد میں حصہ لیا۔

مکرم عبدالرشید صاحب ضیاء مبلّغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالسلام صاحب انور، مکرم سید امداد علی صاحب معلّم وقفِ جدید، مکرم میر عبدالرحمان صاحب نائب ناظم انصاراللہ کشمیر، مکرم نثار احمد صاحب بٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد نے بھی سنگ بنیاد میں حصہ لیا۔خوشی کے اس موقعہ پر مقامی جماعت کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی اور چائے سے تواضع کی گئی۔

مکرم و محترم امیر صاحب جموں و کشمیر کی صدارت میں اسی موقعہ پر ایک اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم مولوی عبدالسلام صاحب انور نے تلاوت کی مکرم ڈاکٹر اکرام اللہ ٹاک صاحب یاری پورہ نے ”یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی“ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سُنایا۔ مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء نے تعمیر مسجد اور عبادات کے بارے میں تقریر کی مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اس موقعہ پر اپنا تازہ کلام ”آؤ برازلو میں اِک نئی مسجد بنائیں گے“ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ مکرم امیر صاحب نے بھی موقعہ کی مناسبت سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور آخر پر مکرم راجہ شمس اللہ خان صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دُعا یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہر طرح سے بابرکت بنائے۔ آمین (قائد مجلس خدام الاحمدیہ برازلو کشمیر)

دُعا مغفرت

خاکسار کے چچازاد بھائی مکرم اقبال احمد صاحب صفیل یادگری اچانک رات ۱۱ بجے بتاریخ ۹۹-۶-۱۰ وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعت احمدیہ کانپور کے لجنہ ہال کا ٹین شٹ اپنی بیماری کی حالت میں پوری طرح مکمل کیا ملن سار اچھے اخلاق والے اور جماعت کے بہت عزت رکھنے والے تھے مرحوم کا جنازہ بذریعہ جیپ ۶ بجے صبح ان کے وطن یادگیر لایا گیا بعد نماز جمعہ محترم مصلح الدین صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی کثیر تعداد میں احمدی غیر احمدی شریک جنازہ ہوئے احمد قبرستان میں ٹھیک ۲۰-۳ بجے سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کی والدہ کو بہت بڑا غم پہنچا ہے مرحوم کی عمر بوقت وفات ۳۴ سال کی تھی۔ مرحوم کے درجات کی بلندی کیلئے اور پسماندگان اور خاندان کے جملہ لواحقین کے صبر جمیل کیلئے درخواست دعا ہے۔ (محمد عارف صفیل یادگیر)

شکریہ احباب

عزیز محمد موسیٰ صاحب گجراتی کے والد اور میرے چھوٹے بھائی مکرم محمد یوسف صاحب درویش ڈرائیور مرحوم کی وفات پر اندرون و بیرون ممالک سے بہت سے بہن بھائیوں نے بذریعہ خطوط فون۔ اور فیکس وغیرہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ہماری ہمت بندھائی ہے۔ سب کو فرداً فرداً جواب دینا ہمارے بس میں نہیں ہے مرحوم کی بیوہ مکرمہ مشتری بیگم صاحبہ بچگان اور ہم سب۔ تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (برکت علی انعام درویش قادیان)

سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حُسنِ سلوک

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء ۱۰۸) اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب عقلِ سلیم کا تقاضا تو یہی ہے کہ جو وجود رحمت بن کر آیا اُس کا کوئی دشمن نہیں ہونا چاہئیے تھا مگر کیا کیا جائے ابلیسی طاقتوں کا؟ جو ہر نداء ربانی کے مقابل اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ کہتے ہوئے خود ہی دشمن بن جاتی ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو ہمارے پیارے آقا نے ہر طرح سے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور ان میں سے اکثریت نے اسلام کو قبول کرلیا۔ مگر بعض بدبخت اپنی عداوت اور دشمنی کی آگ میں جلتے ہوئے ہی اس دنیا سے کوچ کر گئے ایسے بدبختوں کا آنحضرت ﷺ سے کیا سلوک تھا اور آنحضرت کا اُن سے کیا حسن سلوک تھا اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ مورخہ ۲۴ رمضان ۱ بعثت نبوی مطابق ۲۰ راگست ۶۱۰ء کو غار حرا میں آنحضرت ﷺ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اس کے بعد سے ہی آپؐ نے اہل مکہ کو بتوں کی پوجا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانا شروع کیا۔ انہیں مختلف قسم کی برائیوں کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو اہل مکہ کی اکثریت آپ کی شدید مخالف ہوگئی۔ آپ کو مختلف قسم کی اذیتیں دی جانے لگیں۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ آپ عبادت کر رہے تھے کہ لوگوں نے آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ وہاں آگئے۔ اور انہوں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے چھڑایا کہ اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے خدا میرا آقا ہے۔
(البخاری بنیان الکعبۃ)

ایک دفعہ آپؐ ایک راستہ میں چلے جا رہے تھے کہ ایک شریر نے بر سر عام آپؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔ ایسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے۔ آپ کی ایک صاحبزادی نے یہ دیکھا تو جلدی سے پانی لیکر آئیں اور آپ کا سر دھویا اور زار زار رونے لگیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا "بیٹی رو نہیں۔ اللہ تیرے والد کی خود حفاظت کرے گا اور یہ سب تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔
(طبری)

ایک دفعہ آپؐ صحن کعبہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے سر بسجود تھے اور چند رؤساء قریش بھی وہاں مجلس لگائے بیٹھے تھے کہ ابو جہل نے کہا اس وقت کوئی شخص ہمت کرے تو کسی اونٹنی کا بچہ دان لا کر محمدؐ کے اوپر ڈال دے۔ چنانچہ عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور ایک ذبح شدہ اونٹنی کا بچہ دان لا کر جو خون اور گندی آلائش سے بھرا ہوا تھا آپ کی پشت پر ڈال دیا اور پھر سب قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو وہ دوڑی دوڑی آئیں اور اپنے والد کے کندھوں سے بوجھ اتارا۔ تب جا کر آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ (مسلم کتاب الجہاد)

ایک دفعہ رؤساء مکہ نے آپ اور آپ کے ایمان لانے والے تمام مسلمانوں کو (شعب ابی طالب) نامی ایک گھاٹی میں محصور کردیا۔ اور آپ پر سخت پابندیاں عائد کردی گئیں۔ مکمل بائیکاٹ اور مقاطعہ کردیا گیا۔ کھانے پینے کی کوئی چیز آپ تک پہنچنے نہ دی جاتی تھی۔ پھر ایک وقت آیا کہ آپ کے ساتھیوں کو درختوں کے پتے کھانے پڑے۔ یہ محاصرہ یکم محرم ۷ ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۶۱۵ء کو شروع ہوا اور تقریباً تین سال جاری رہا۔

☆۔ رؤساء مکہ کے مظالم جب حد سے زیادہ بڑھ گئے اور انسانیت و شرافت کی تمام حدود کو پار کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ شہر مکہ کے شمال کی طرف قریباً اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جس کا نام بعد میں مدینۃ الرسول مشہور ہو گیا۔ آپ مکہ سے ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر غار ثور میں پناہ گزین ہوئے۔ اعداء مکہ نے وہاں بھی آپ کا پیچھا کیا۔ انہوں نے اعلانِ عام کیا کہ جو کوئی محمد کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اُس کو ایک سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ چنانچہ کئی لوگ انعام کی لالچ میں مکہ کے چاروں طرف ادھر اُدھر نکل گئے۔ خود رؤساء قریش بھی سراغ لیتے لیتے آپ کے پیچھے نکلے اور عین غار ثور کے منہ پر جا پہنچے۔ یہاں پہنچ کر اُن کے سراغ رسان نے کہا کہ بس سراغ اس سے آگے نہیں چلتا اس لئے یا تو "محمد" یہاں ہی کہیں چھپا ہوا ہے۔ یا پھر آسمان پر چڑھ گیا ہے کسی نے کہا کوئی شخص ذرا اس غار کے اندر جا کر بھی دیکھ آئے۔ مگر ایک اور شخص بولا کہ واہ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے بھلا کوئی شخص اس غار میں جا کر چھپ سکتا ہے۔ یہ بھی روایت آتی ہے کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا اس پر آپ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد مکڑی نے جالا بنا دیا تھا اور عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے تھے۔

درمیان کی ساری تفصیل کو چھوڑتے ہوئے مختصراً تحریر ہے کہ آپ اور حضرت ابو بکرؓ ۳۰ر ستمبر ۶۲۲ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱ھ کو قباء پہنچ گئے۔ حضورؐ کسی خاص مصلحت کے پیش نظر جس کا ذکر تاریخ میں نہیں آیا سیدھے یثرب (مدینہ) کے اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ دائیں طرف ہٹ کر مدینہ کی بالائی آبادی میں جو اصل شہر سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھی اور جس کا نام "قباء" تھا تشریف لے گئے۔

مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی اہل مکہ کی آتش غضب سرد نہ ہوئی۔ رؤساء مکہ نے اڑھائی سو میل کا ریگستانی سفر طے کر کے بار بار مدینہ پر حملہ کر کے آپ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی۔ سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بے وطنی کے عرصہ میں گیارہ بار دفاعی لڑائیاں لڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ان لڑائیوں میں دشمن کو ہر طرح کی ظاہری برتری حاصل تھی۔ اُسے جدید ترین اسلحہ میسر تھا نیز عددی فوقیت بھی انہیں کو حاصل تھی۔ مگر ہر لڑائی میں انہیں شکست و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر موقعہ پر اللہ اور ایمان لانے والے ہی غالب رہے۔ بظاہر کمزور و بے کس سمجھے جانے والے ہی کامیاب و کامران ہوئے۔

ایک طرف دشمنانِ مکہ کی یہ عداوتیں تھیں جو کسی طرح بھی سرد نہ ہوتی تھیں تو دوسری طرف سعید روحیں اسلام کی روحانی اور پاک تعلیم کی طرف کھنچی چلی آتی تھیں۔ اور روز بروز اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ہجرت کے آٹھ سال بعد دشمنان کی وعدہ خلافی او معاہدہ کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ آپ کو مکہ کی طرف سفر کرنا پڑا اور رمضان ۸ھ مطابق دسمبر ۶۲۹ء آپؐ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بوقت ضحیٰ وادی مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ اس غیر معمولی اور عظیم الشان فتح کو دیکھ کر رؤساء مکہ خوفزدہ ہوگئے۔ اپنے مظالم کی تصویر فلم کی طرح اُن کی آنکھوں کے سامنے آنے لگی ایک دو دن کے مظالم نہیں بلکہ مسلسل تیرہ ۱۳ سال ظلم کی چکی میں مسلمان پستے رہے اس روز وہی مسلمان اپنے آقا کی قیادت میں فاتحانہ طور پر اپنے وطن میں داخل ہوئے آنحضرت ﷺ نے رؤساء مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت فرمایا:۔
یَامَعْشَرَ قُرَیْشٍ مَا تَظُنُّوْنَ اَنِّیْ فَاعِلٌ بِکُمْ؟

اے قریش کے گروہ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے کیا کرنے والا ہوں؟ قریش کے دل گواہی دیتے تھے کہ ہماری ظلموں کی داستان کتنی ہی بھیانک اور خوفناک کیوں نہ ہو مگر یہ انسان سراپا رحمت ہے وہ ضرور انہیں معاف کردے گا۔ اسی امید و توقع پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواباً عرض کیا۔

خیراً۔ اخ کریم وابن اخ کریم۔ شریف بھائی ہو۔ شریف بھائی کے بیٹے ہم آپ سے خیر کی امید و توقع رکھتے ہیں۔

اس موقعہ پر ہمارے آقا حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تاریخی فیصلہ صادر فرمایا جس کی مثال تاریخ عالم کے صفحات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ نے فرمایا: اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ (محاضرات التاریخ للخضری جلد ۱ صفحہ ۱۳۱)

جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور ساتھ ہی یوسف علیہ السلام کے الفاظ میں فرمایا: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (یوسف ۹۳) جاؤ تم پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہ ہوگی۔

قارئین کرام! تاریخ عالم میں ہمیں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جب کوئی بادشاہ یا قوم فاتح بن کر کسی ملک میں داخل ہوئی تو ظالموں کو تباہ و برباد کر دیتی تھی۔ شہروں اور بستیوں کو ویران کر دیتی تھی اور اپنے انتقام و بدلہ کی آگ کو ظالموں کے خون سے ٹھنڈا کرتی تھی مگر ہمارے آقا کی طرح ظالموں کو معاف کرنے کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۲۔ شوال ۱۰ نبوی کو آنحضرت ﷺ زید بن حارثہؓ کے ساتھ طائف تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر تقریباً دس دن قیام فرمایا۔ بہت سے رؤساء سے مل کر انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ رئیس اعظم عبد یالیل نے اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کردیا۔ اور پھر اس خیال سے کہ کہیں آپ کی باتوں کا شہر کے نوجوانوں پر اثر نہ ہو جائے آپ سے کہنے لگا بہتر ہوگا کہ آپؐ یہاں سے چلے جائیں کیوں کہ یہاں کوئی آپ کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہے اس کے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے پتھر برسانے کیلئے لگا دیئے جس سے آپ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہوگیا۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔ طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں آکر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ یہاں ایک سایہ میں کھڑے ہو کر آپؐ نے اللہ کے حضور یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ "یعنی اے

میرے رب میں اپنے ضعفِ قوت اور قلت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بیکسوں کا تو ہی نگہبان و محافظ ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔۔۔

حدیث اور سیرۃ کی کتب میں ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ کو کبھی جنگ احد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں اور پھر آپؐ نے سفر طائف کے حالات سنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس ملک الجبال پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تا اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں۔

قارئین کرام!! رحمۃ للعالمین کی رحمت کے جذبات ملاحظہ فرمائیے دشمنوں کے ہاتھوں اتنی اذیت اٹھانے کے باوجود فرشتے کو جواباً فرماتے ہیں ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ لا یشرک بہ شیئا (البخاری باب ذکر الملائکۃ) نہیں نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے چنانچہ حضورؐ کی امید و دعا اسطرح پوری ہوئی کہ ابو عبید ثقفی انہیں اہل طائف میں سے تھے جنہوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران میں جہاد کیا۔ اور محمد بن القاسم ۷۱۱ء ۹۵ھ میں سندھ کے راستہ سے ہندوستان آئے۔ انتہائی عادل اور باصلاحیت سردار تھے انہوں نے صرف دو سال کے عرصہ میں سندھ اور پنجاب میں اسلام کی تبلیغ کی اور تقریباً پورا علاقہ اسلام کی آغوش میں آگیا۔

۳۔ بخاری کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگی مہم پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفر کے دوران ایک دفعہ جب حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ واپس آرہے تھے کہ قافلہ ایک روز دوپہر کو ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں بہت سے کانٹے دار درختوں کے جھنڈ تھے آپؐ نے وہیں پڑاؤ فرمایا اور لوگ بکھر کر مختلف درختوں کے سائے میں آرام کیلئے چلے گئے آنحضرتؐ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرمایا اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکادی۔ ہم سب سو گئے اچانک کیا سنتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں۔ جب ہم آپؐ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں آپؐ کے پاس ایک دیہاتی آدمی کھڑا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس نے سوتے میں مجھ پر میری تلوار سونت لی تھی۔ اور جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار اس کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی۔ یہ مجھ سے کہنے لگا "مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ قُلْتُ اللّٰہُ ثَلَاثًا۔ وَلَمْ یُعَاقِبْہُ۔۔۔ کہ بتا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے تین بار اللہ اللہ اللہ کہا۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اور سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی سزا نہ دی۔

قارئین کرام! حملہ آور قاتل کو قتل کرنے کی اجازت دنیا کا ہر قانون دیتا ہے لیکن ہمارے آقا ﷺ نے اس اجازت سے بالاتر ہو کر اس بدترین دشمن سے بھی کمال شفقت کا سلوک فرمایا اور اُسے کوئی سزا دیئے بغیر معاف فرمادیا۔

۴۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۴۴ پر ایک عجیب واقعہ مذکور ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ ایک یہودی عورت نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کو بکرے کے کس حصے کا گوشت زیادہ پسند ہے صحابہؓ نے بتایا کہ اگلی ٹانگوں کے اُوپر کے حصے کا گوشت شوق سے تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے بکرا ذبح کروایا اور مذکورہ حصے کے گوشت کے کباب بنائے اور سورج غروب ہونے کے بعد حضورؐ جب نماز ادا کر کے اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے جا رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کے خیمہ کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے آپ نے اس سے پوچھا کیا کام ہے اُس نے جواباً کہا کہ میں آپؐ کیلئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ حضورؐ نے اپنے ایک صحابی کو ارشاد فرمایا کہ اس سے تحفہ لے لو۔ اس کے بعد جب آپ کھانا تناول فرمانے کیلئے بیٹھے تو آپ نے دست (بازو) کا بھنا ہوا گوشت بھی رکھا ہوا دیکھا آپؐ نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا۔ پھر آپ کے ایک صحابی بشیر ابن البرا ابن المعرورؓ نے بھی ایک لقمہ اس گوشت میں سے کھایا۔ اس کے بعد باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپؐ نے فرمایا نہ کھاؤ کیوں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ اس پر بشیرؓ نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو عزت و اکرام سے نوازا اُس کی قسم میں نے بھی اس لقمہ میں زہر محسوس کیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں اس کو تھوک دوں۔ لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں گزرے گا اور آپ کا کھانا خراب ہوگا اور جب آپ نے لقمہ نگلا تو میں نے بھی نگل لیا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس کے تھوڑی دیر کے بعد بشیرؓ کی طبیعت خراب ہو گئی اور وہ فوت ہو گئے حضورؐ نے اس گوشت کا ایک ٹکڑا کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے کتا مر گیا۔

اس پر آپؐ نے اس یہودی عورت کو بلوایا اور پوچھا کہ تم نے گوشت میں زہر کیوں ملایا تھا؟ اس نے جواباً کہا "میں نے سوچا اگر محمدؐ کا کاروبار انسانی ہوگا تو ہمیں ان سے نجات مل جائے گی اور اگر حقیقت میں وہ نبی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں بچا لے گا۔ حضور نے اس کی بات سن کر اُسے معاف فرمادیا اور کوئی سزا نہ دی۔

اللہ اللہ کیسی عجیب مثال ہے۔ عفو و درگزر اور رحم کی۔ ایک عورت نے آپؐ کو قتل کرنے کی سازش کی کھانے میں زہر ملایا۔ آپؐ کے صحابی اس گوشت کو کھانے کیوجہ سے وفات پاگئے۔ مگر آپؐ نے اس قاتلہ کو بھی معاف فرمادیا۔ اگر اُس یہودی عورت کو اُسی کی شریعت توراۃ کے مطابق سزا دی جاتی تو وہ کم از کم موت کی سزا تھی۔ مگر رحمۃ للعالمین نے اسے بھی معاف فرمادیا۔

جب ایک عقل مند انسان تعصب کی عینک اتار کر سیدنا محمد المصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کا گہرائی اور بصیرت سے مطالعہ کرے گا تو وہ حضورؐ کی صداقت کا اقرار کئے بغیر رہ ہی نہیں سکے گا مہاتما گاندھی جی نے ایک دفعہ فرمایا

"جس وقت تمام یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اُس وقت ایک روشن و چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا اُس نے نہ صرف ساری دنیا کو روشن کر دیا بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہونچائی۔ اسلام اُن مذاہب میں نہیں جو جھوٹے کہے جاسکتے ہیں۔ اگر ہندو احترام کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر ۱۴ اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۰)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو پیارے آقا رحمۃ للعالمین کی سیرت پاک کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اس سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

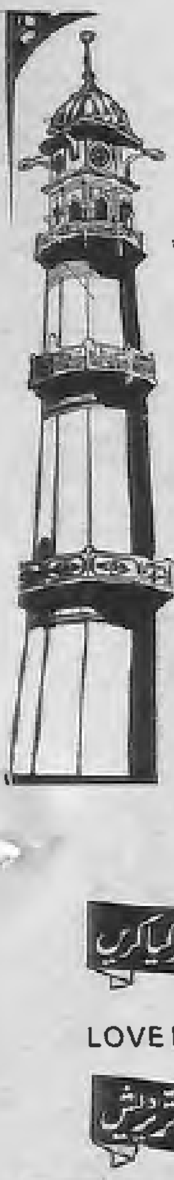
بھیج درود اس محسن پہ تو دن میں سو سو بار   پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار
لولاک لما خلقت الافلاک
ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہوگا اسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
ہمارے سید و مولا نہیں محتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا
جو اپنی زندگی ان کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیاء ہوگا
برائے خدمت خلق | اپنے مریضوں کا علاج | دعا۔ دوا۔ صدقہ۔ پرہیز | اور ہمیشہ خوش ذکر کیا کریں
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
درخواست دعا | جماعت احمدیہ عالمگیر انٹرنیشنل | منجانب محتاج دعا | جماعت احمدیہ اتر دیش

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

مقامِ خاتم النبیین ﷺ

صحیفۂ شمعون کی ایک پیشگوئی کی روشنی میں

(سید عبدالحی شاھد۔ ایم۔ اے)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ . وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً. هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا. تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا. يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا. (سورة الاحزاب: ۴۱۔۴۶)

یہ سورۃ احزاب کی آیات ہیں۔ یہ سورۃ مدینہ منورہ میں ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کے مقام پر سرفراز ہونے کی خبر دی ہے۔ امت کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ یہ مقام سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا اور ابد تک اس مقام تک کوئی فرد بشر حقیقی طور پر نہیں پہنچ سکتا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ مقام لولاک اور تخلیق کائنات کی علت غائی مقام خاتم النبیین ہی ہے۔ مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے۔

"کنت مکتوبا عنداللّٰہ خاتَم النبیین و ان ادم لمنجدل بین الماء و الطین"۔

(مسند احمد بن حنبل و کنز العمال جلد ۲ ص ۱۱۲)

کہ میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور خاتم النبیین مقدر تھا جبکہ ابھی آدم کی تخلیق پانی اور کیچڑ کے مراحل سے ہی گزر رہی تھی۔

گویا یہی مقام خالق ازل کی نظر میں مقصود آفرینش تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک "اسی نقطہ وسطی کا نام حقیقتِ محمدیہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائقِ عالم کا منبع و اصل ہے"۔

یہ مقام عالی جس کا ادراک ملائکہ کو حاصل ہوتا تو وہ کبھی خدا کے حضور اَتَجعَلُ فِیها مَن یُفسِدُ فِیها وَ یَسفِكُ الدِّمَاء کہنے کی جرأت نہ کرتے۔

قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کے لئے بطور مدح و وصف بیان ہوا ہے۔ اس بارہ میں تمام امت کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین ہونا ہی حضور ﷺ کی بلند ترین شان ہے اور یہی آپ کی ایسی فضیلت ہے جس میں آپ تمام انبیاء سے ممتاز ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا:

"فُضِّلتُ عَلَی الاَنبِیَاءِ بِستٍ"

اور ان امتیازات میں آپ نے اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا ہے۔

پس جب مقام خاتم النبیین مقام امتیاز ہے تو اس کے معنوں کی تعیین کرتے ہوئے یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہئے کہ ایسے معنی کئے جائیں جن سے آنحضرت ﷺ کا ممتاز اور یگانہ ہونا ثابت ہو جائے اور آپ کی ذات صحف انبیاء کی بشارات کا مصداق بھی ثابت ہو۔

اس لحاظ سے جمہور غیر احمدیوں کے معانی خود بخود مسترد ہو جاتے ہیں کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے کسی نبی کے آخری ہونے میں کیا وجہ فضیلت ہے؟

ختم نبوت کے اس مفہوم کو ہرگز کبھی ربانی علماء اور مجددین امت کی تائید حاصل نہیں ہوئی بلکہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند جن کی نظر اس مسئلہ میں بہت صاف تھی، کے الفاظ میں یہ محض **عوام کا خیال** ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳)

۲...... : خاتم النبیین کے دوسرے معنی وہ ہیں جو ماہرین لغت عربی، مفسرین قرآن اور بیشتر صوفیاء و اولیاء نے کئے ہیں۔ معین الفاظ میں اس کی تعریف یوں ہے:

"عربی زبان میں اور اس کے محاورات میں جب کبھی خاتم النبیین کے طریق پر کوئی مرکب اضافی کسی کی مدح میں استعمال ہوا ہے جس کی عربی زبان میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ تو ایسے مرکب اضافی کے معنی ہمیشہ اس جماعتِ مضاف الیہ کا اعلیٰ، کامل اور انتہائی افضل فرد کے ہوتے ہیں اور وہ فرد اپنے کمل میں بے مثال اور عدیم النظیر ہوتا ہے"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خاتم کی مذکورہ اضافی ترکیب افضل اور اکمل کے معنوں میں اسلامی لٹریچر میں کثرت سے استعمال ہوئی ہے اور عربی، فارسی اور اردو میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے ان معنوں کی کثرت سے اشاعت ہوئی ہے۔ علماء سلف میں سے ساتویں صدی ہجری کے امام فخر الدین رازی، مولانا روم اور سید عبدالکریم جیلانی علیہم الرحمۃ اور ماضی قریب کے علماء میں سے خواجہ میر درد (وفات ۱۱۹۹ھ) اور مولانا محمد قاسم بانی دیوبند (وفات ۱۸۸۹ء) نے خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے کئے ہیں مگر یہ یاد رہے کہ یہ معنی ہرگز ہرگز حقیقی لغوی نہیں۔ البتہ حقیقی معنی اس کو مستلزم ضرور ہیں تاہم یہ معنی بھی عوام میں مشہور معنی کا ردّ کرنے کے لئے مؤثر ہتھیار ہیں۔

ان معنوں کی رو سے جو نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہیں:

الف...... آنحضرت ﷺ پر کمالات نبوت انتہاء پر پہنچ گئے ہیں اور آپ سب سے افضل نبی ہیں۔

ب...... آپ کی افضلیت متقاضی ہے کہ آپ پر جو شریعت نازل ہوئی وہ بھی تمام شریعتوں سے افضل اور جامع کمالات ہو۔ اس لئے اس کے منسوخ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا حضور ﷺ کے بعد کسی صاحب شریعت نبی کا ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔

ج...... شانِ خاتم النبیین امت میں کسی تابع اور غیر شارع نبی کے آنے میں روک نہیں۔ امتی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

(اس آخری نتیجہ کو خاص طور پر ذہن میں رکھیں)

۳...... : خاتم النبیین کے تیسرے معنی وہ ہیں جنہیں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معین طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ورنہ آپ سے پہلے گو اس کی طرف بعض اشارات ہمیں ضرور ملتے ہیں لیکن ایسی وضاحت موجود نہیں۔ آپ سے پہلے امت کے اکثر علماء زیادہ سے زیادہ لفظ خاتم کے مجازی معنوں تک پہنچے ہیں۔ حقیقی معنوں تک بہت کم پہنچے ہیں حالانکہ اس گوہر آبدار کی ساری آب و تاب حقیقی معنوں کے پردے میں ہی نہاں تھی۔

ان معنوں کی رو سے حضرت سید الانبیاء ﷺ افضل النبیین صرف کہلاتے ہی نہیں بلکہ ثابت بھی ہوتے ہیں۔ اور اس صفت کی وجہ سے جو لفظ خاتم میں پوشیدہ ہے آپ تمام انبیاء سے ممتاز ہو کر افضل قرار پاتے ہیں۔

اگر خاتم النبیین کے معنی صرف افضل النبیین ہوں تو یہ صرف ایک دعویٰ ہوگا۔ اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے؟ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے! اللہ تعالیٰ بغیر ثبوت کے کوئی بات نہیں کیا کرتا۔ محض افضلیت کا دعویٰ آپ کے کمالات ذاتیہ کی صحیح تعبیر نہیں۔

اور جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے محض افضل النبیین کے معنی لینے سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امت میں اگر کوئی تابع نبی آجائے تو مقام ختم نبوت اس کی راہ میں حائل نہیں ہوگا۔ یہ ایک منفی حقیقت ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن معنوں پر اصرار ہے ان کی رو سے مقام خاتم النبیین اس امر کا متقاضی ہے کہ امت میں نبی ضرور پیدا ہو۔ امت میں پیدا ہونے والے نبی میں آپ کی خاتمیت ہی مؤثر ہو۔ مقامِ خاتم کا یہ مثبت پہلو ہے۔

یہ معنی افضلیت کو مستلزم ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت پر دلیل ہوں گے اور افضلیت محض دعویٰ نہیں رہے گا۔

اس مختصر سے تعارف سے آپ ان معنوں کا مفاد سمجھ سکتے ہیں اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رجحان مدافعانہ اور منفی نہیں اور نہ ہی مصالحانہ ہے بلکہ مثبت اور جارحانہ ہے۔

مثال کے طور پر دیکھئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰۰ حاشیہ)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا عبارت پر غور فرمائیں۔ حضور نے خاتم النبیین کے مثبت معنی کرتے ہوئے افضلیت بیان نہیں کئے بلکہ خاتم کے معنی یہ فرمائے ہیں کہ آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ لازماً اس مقام میں چونکہ آپ انبیاء میں منفرد اور ممتاز ہیں اس لئے افضل کے معنی ان معنوں کو لازم ہوئے۔ ان معنوں کی رو سے اسکا وجوب لازم آتا ہے۔ اور ممکن اور واجب میں بہت فرق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ معنی ذہنی اختراع نہیں بلکہ لغت عربی انہی معنوں کی مؤید ہے۔ مفردات راغب جو قرآن مجید کی لغت کی ایک یگانہ و مستند کتاب ہے (یہ امام راغبِ اصفہانی کی تصنیف ہے۔ شیخ جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں آج تک اس سے بہتر تصنیف نہیں ہوئی)۔ اس میں لفظ ختَم کے معنی لکھے ہیں الختم ھو تاثیر الشیءِ کہ ختم کے حقیقی معنی اثر پیدا کرنے کے ہیں۔ اسی لئے مہر کو جو اپنا پرنٹ کاغذ پر چھوڑتی ہے خاتم کہتے ہیں۔ البتہ مجازاً اس کے معنی بند کرنے اور روکنے کے ہوتے ہیں۔ یہ سوءِ قسمتی تھی کہ اس لفظ کے مجازی معنی ہی زیادہ مشہور ہوئے اور آیت مذکور کے سمجھنے میں مشکلات پیدا ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ معنوں کی حقیقت سمجھنے کے لئے ہمیں آیت کے پس منظر، سیاق و سباق اور شان نزول کو دیکھنا ضروری ہے۔

شان نزول

آیت مذکورہ بالا کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی تو منشاء الٰہی کے مطابق حضور ﷺ نے زینب سے نکاح کر لیا۔ اس نکاح کا مقصد جہاں حضرت زینبؓ کی دلجوئی تھی وہاں عربوں میں متبنّیٰ بنانے کی رسم کو توڑنا بھی تھا۔ حضرت زید کو آنحضرت ﷺ نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور آپ زید بن محمد کے نام سے ہی پکارے جاتے تھے۔ اس نکاح پر جب کفار نے یہ اعتراض کیا کہ معاذ اللہ، رسول اللہ نے اپنی مطلقہ بہو سے نکاح کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ محمد تم مردوں میں سے

کسی کے باپ نہیں لہٰذا نہ زید آپ کا بیٹا ہے اور نہ زینب آپ کی بہو۔

اس آیت میں چونکہ آنحضرتؐ کی نرینہ اولاد کی ابوّت جسمانی کی نفی کی گئی ہے اور اس سے کفار کے اس اعتراض کو تقویت ملتی تھی کہ آپ اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے ابتر اور لاوارث ہیں اس لئے لکِن کے بعد اس اعتراض کو دور کر دیا گیا ہے اور آپ کو خاتم النبیین قرار دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ آپ لاوارث اور مقطوع النسل نہیں بلکہ جیسا کہ خاتم کے لغوی معنی تقاضا کرتے ہیں آپ کے فیض روحانی اور توجہ سے آنحضرت ﷺ کی امت میں آپ کے روحانی وارث اور فرزند پیدا ہونگے۔

جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوّت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوّت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے.......... سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت ﷺ کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا ہے تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دور کیا جائے"۔

(ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد ۱۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۱۴)

اَبْتر کا اعتراض

اوپر گزر چکا ہے کہ کفار مکہ یعنی قریش نے آنحضرت ﷺ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیا تھا جس کا اشارہ مکی سورۃ الکوثر کی آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں بھی موجود ہے۔ تفاسیر میں لکھا ہے:

"نزلت فی العاص بن وائل سمی النبی ﷺ ابتر عند موت ابنه القاسم"۔

(جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

کہ یہ آیت عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی تھی جس نے آنحضرت ﷺ کو آپ کے فرزند قاسم کی وفات پر ابتر کہا تھا۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صاحب اولاد نرینہ ہونا نبی کے لئے معیار صداقت ہے؟ کتنے انبیاء ایسے ہیں جن کی اولاد کا کوئی تاریخی یا قرآنی ثبوت موجود ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود، نصاریٰ اور اہل اسلام اس امر پر متفق نہیں کہ آپ نے نہ شادی کی نہ آپ کے ہاں کوئی اولاد ہی ہوئی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت پر قریش جو عربوں کے سردار تھے دینی علوم میں اس قدر جاہل اور پسماندہ تھے کہ انہیں تو ابتداء میں آنحضرت ﷺ کے دعویٰ اور تعلیمات کو سمجھنے میں ہی بڑی دقت پیش آئی۔ علم کلام اور عقائد کے باریک مسائل تو کجا ان کے لئے بعث بعد الموت اور روح کا تصور ہی نا قابل فہم تھا۔ بھلا ان کے ذہن میں انبیاء کی صداقت کے کیا معیار متعین ہوتے؟ کتب حدیث اور تاریخ اس بات کی شاہد ہیں کہ قریش نے متعدد بار اپنے وفود یہود مدینہ کے پاس اس غرض سے بھیجے کہ چونکہ اہل کتاب ہیں اور انبیاء کے بارے میں وہ جانتے ہیں کہ ان کی صداقت کا معیار کیا ہوتا ہے اس لئے وہ قریش کو کتب سماوی کی روشنی میں ان کے مدعی نبوت کے دعویٰ کو جانچنے کے متعلق ان کی راہنمائی کریں۔ خود قرآن کریم نے بار بار مشرکین عرب سے کہا ہے۔ فاسئلوا اهل الذکر کہ تم انبیاء اور صحف سماوی کے بارے میں کوئی تصور نہیں رکھتے اس لئے حاملین تورات وانا جیل سے دریافت کرو۔

قریش مکہ نے نضر بن الحارث کو عقبہ بن ابی معیط کی معیت میں مدینہ کے یہودی علماء کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق انہیں تفصیلی حالات بتا کر ان کی رائے پوچھیں۔ فانهم اهل الکتاب الاول و عنده علم لیس عندنا من علم الانبیاء کیونکہ وہ پہلی آسمانی کتاب کے حامل ہیں اور انہیں انبیاء کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں جس سے ہم عرب قطعاً بے بہرہ ہیں۔

چنانچہ یہ دونوں مذکورہ افراد مدینہ پہنچے اور مدینہ کے یہودی احبار کو رسول اللہ ﷺ کی صفات اور بعض تعلیمات سے آگاہ کر کے پوچھا:

آپ لوگ اہل تورات ہیں، آپ ہمیں ہمارے ساتھی کے متعلق کچھ بتائیں۔ انہوں نے اہل مکہ کے نمائندگان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے یہ تین سوال کرو۔ اگر تو انہوں نے جواب دے دیا فھُوَ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو وہ جھوٹا مدعی نبوت ہے۔

چنانچہ انہوں نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق قریش کو سوالات سکھائے۔

(سیرت ابن ہشام)

ایسے حالات میں حیرت ہوتی ہے کہ صرف اولاد نرینہ کے نہ ہونے پر کفار مکہ کس طرح آنحضرتؐ کی صداقت کے منکر ہو رہے تھے۔ عرب میں عیسائی اور یہودی بھی کثرت سے آباد تھے۔ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے یہ اعتراض مشرکین کی بجائے اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے کیا ہو۔ لیکن کیا بنی اسرائیل میں نبی کی صداقت کے لئے اولاد نرینہ کا ہونا کبھی معیار رہا ہے۔ کیا ملا کی نبی جو (ازروئے بائبل) زندہ ہی آسمان پر چلے گئے اور یحیٰ اور خود مسیح علیہما السلام کی شادی کا بھی کوئی ثبوت ہے؟ واضح ہے کہ یہ سوال عمومی معیار صداقت نہیں تھا۔

اب رہا طعنہ۔ جہاں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ پر مکی زندگی کے تیرہ سال ہر ظلم کفار نے روا رکھا۔ عاص بن وائل کا یہ طعنہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے جواب میں آیت خاتم النبیین کا نزول ہوتا۔ ایسی عظیم الشان آیت کا شان نزول محض عاص کا طعنہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ہاں ایک صورت رہ جاتی ہے اگر ہمیں کسی مقدس صحیفہ میں خاتم النبیین ﷺ کے متعلق معین رنگ میں ایسی پیشگوئی ملے کہ موعود رسول اللہ ﷺ کی اور علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا فرزند نرینہ اس کا وارث ہوگا جس سے رسول کے دین کا استحکام اور اشاعت وابستہ ہے۔ تو پھر منکرین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ابتر ہونے کا طعن کریں اور اپنے سوال کا جواب چاہیں اور یہ بات بھی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے قبل مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کی کیا اہمیت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت اقوامِ عالم خصوصاً تمام عیسائی دنیا موعود نبی کی منتظر تھی کیونکہ ان کی مقدس کتاب کے مطابق وقت آ چکا تھا۔ چنانچہ تواریخ کے مطالعہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ نے آنحضرت ﷺ کے مکتوب گرامی کو پڑھ کر فرمایا تھا:

۱...... "اشهد بالله انه النبی الامی الذی ینتظره اهل الکتاب و ان بشارة موسی براکب الحمار (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کبشارة عیسیٰ براکب الجمل (یعنی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام)"۔

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۴۴)

میں خدا کو گواہ رکھ کر اقرار کرتا ہوں کہ یہی وہ امی نبی ہے جس کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں اور جس طرح موسیٰ نے مسیح کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ وہ گدھے پر سواری کیا کریں گے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے احمد کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ وہ سانڈنی سوار ہوگا۔

۲...... شاہ مصر مقوقس نے بھی حضور علیہ السلام کے خط کے جواب میں لکھا تھا:

"واما بعد فقدقرأت کتابك وفهمت ما ذکرت فیه و ما تدعو الیه وقدعلمت ان نبیاً قد بقی و کنت الظن ان یخرج من الشام"

میں نے آپ کا مکتوب گرامی پڑھا اور آپ کے دعویٰ کو سمجھا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک عظیم الشان نبی ابھی مبعوث ہونا باقی ہے لیکن میرا اندازہ تھا کہ وہ شام کے علاقہ میں مبعوث ہوگا۔

۳...... بالکل یہی اندازہ غسانی بادشاہ حارث بن ابی شمر کا تھا۔ اسے جب حضور ﷺ کا مکتوب ملا اور اس نے حضور کے صحابہ کے حالات سنے تو وہ آبدیدہ ہو گیا اور اس نے کہا:

"انی قرأت فی الانجیل و اجد صفة هذا النبی بعینه و کنت اظنه یخرج بالشام"۔

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۵۷)

میں نے انجیل میں موعود نبی کے متعلق پیشگوئی پڑھی ہے اور میں بعینہ وہی صفات آنحضرت میں پاتا ہوں۔ البتہ میرا خیال تھا کہ وہ نبی شام میں مبعوث ہوگا۔

یہ کون سی انجیل تھی جس میں قرآن میں مذکورہ و مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ والی پیشگوئی تفصیل سے ذکر تھی۔ کتبات اور اسلامی تاریخ کے مآخذ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شمعون بن حمون الصفا کی انجیل تھی۔ جو سریانی سے عربی میں ترجمہ ہوئی تھی اور اس میں آنحضرت ﷺ کے متعلق اتنی واضح پیشگوئی تھی کہ جزیرۂ عرب اور شام و مصر کے عیسائیوں کی کثیر تعداد مسلمان ہو گئی تھی۔ آج یہ انجیل مفقود ہے لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شمعون ہی اہل عرب کی طرف آئے تھے اور آپ مدینہ منورہ بھی پہنچے تھے۔ چنانچہ کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ میں لکھا ہے:

"عن عمر بن سلیم الزرقی قال رقیت الجماء فوجدنا قبراً ارمیاً علی راسها عنده هجران مکتوبان لا نقره کتابهما فحملنا هما فثقل علینا احدهما فرمیناه فی الجماء و اخذت الاخر فکان عندی فعرضته علیٰ اهل التوراة من الیهود فلم یعرفوه ثم عرضته علی اهل الانجیل من النصاریٰ فلم یعرفوه فاقام عندی حتی دخل المدینة رجلان من اهل ماه فسألتهما هل کان لکم کتاب قالا نعم فاخرجت الیهما الحجر فقرآه فاذا فیه انا عبدالله الاسود رسولُ رسول الله عیسیٰ بن مریم الی اهل قری عرینه"۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی صفحہ ۱۱۱)

اس لمبی روایت کا مختصر مطلب یہ ہے کہ نواح مدینہ میں سلیم بن الزرقی کو ایک کتبہ پڑا ہوا ملا تھا جس میں یہ عبارت کندہ تھی۔

"میں اللہ تعالیٰ کا سیاہ فام بندہ اور عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام کا پیغامبر (رسول) اہل عرینہ کی طرف ہوں"۔ موجودہ اناجیل میں بَدِقّت تمام یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ مسیح کے کون سے حواری سیاہ فام تھے۔ غالباً چرچ سفید فام اقوام کو ہرگز یہ بتانا نہیں چاہتا کہ مسیح کا کوئی حواری رنگدار نسل سے بھی تھا تاہم حقائق کو کون چھپا سکتا ہے۔

کتاب اعمال الرسول باب ۱۳ میں لکھا ہے:۔

"انطاکیہ میں اس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباس اور شمعون نیگر"۔

یورپین تراجم بشمول عربی میں نیگر Neger کو بغیر ترجمہ کے لکھ دیا گیا ہے حالانکہ یونانی لفظ NIYEO کا لفظی ترجمہ Black، سیاہ فام ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بدر خود بھی پڑھیے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

اِسلام میں عورت کا مقام اور حقوق

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ دُنیا کے ہر ملک میں اور ہر ملک کے ہر طبقہ میں آزادی کی لہر اور آزادی کا مطالبہ اس قدر زور پکڑ گیا ہے کہ اگر نیچر کے ساتھ ساتھ قانونی۔ سیاسی ' اقتصادی اور سماجی پابندیاں نہ ہوتیں تو شاید آج کا انسان بالکل ہی مادر پدر آزاد ہونا پسند کرے گا۔ آزادی کی اس دوڑ میں بھلا عورت کیسے پیچھے رہ سکتی تھی عورت کو ترقی پسند کہلانے کیلئے موقع کی تلاش تھی۔ اور مردوں کو اُسے استعمال کرنے کا بہانہ چاہئے تھا۔ سو وہ آج کے نئے دور نے تہذیب اور کلچر کے نام پر مہیا کر دیا عورت کی آزادی کا صحیح مطلب تو یہ تھا کہ اُس کے اور مردوں کے حقوق میں یکسانیت ہو جس سے وہ سماج میں ایک باعزت اور مہذب زندگی بسر کر سکے۔ اُسے علمی اور اقتصادی میدان میں وہ آزادی نصیب ہو جس سے وہ سماج میں عزت سے جینے کا حق حاصل کر سکے۔ لیکن آزادی کے نام پر آج عورت کا اس رنگ میں استحصال Exploitation کیا جانے لگا کہ اُس کی نمائش اُس کو گھر سے نکال کر بازار تک لے آئی۔ اشتہاروں میں اس سے ماڈل کا کام لیا جانے لگا۔ گھر کی عزت بازار کی رونق بن گئی۔ اور اس میں اس حد تک اضافہ ہوا کہ وہ دکانوں اور دفاتر میں Show piece کا کام انجام دینے لگی۔ ترقی اور تہذیب کا مطلب عورت کی بے راہ روی۔ عریانیت اور فیشن لیا جانے لگا۔ جس پر طنز کرتے ہوئے اکبر الہٰ آبادی نے کہا کہ

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
حجاب ان کو نہیں آتا اُنہیں غصہ نہیں آتا

برادرانِ کرام! انسانی سماج میں عورت کی کیا حیثیت ہونی چاہئے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو انسانی معاشرے کے بالکل ابتدائی اور غیر متمدن دور میں بھی تھا اور آج بھی جبکہ انسان نے چاند تک رسائی حاصل کر لی ہے اور تسخیر کائنات کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مصروف ہے۔ یہ سوال اپنی تمام تر پیچیدگیوں کے ساتھ موجود ہے بابل کی حمورانی تہذیب ہو یا قدیم روم و یونان مصر و چین اور ہندوستان کا تمدن ہو۔ اگر چہ اُن کے وضع کردہ قوانین۔ اُصول اور رسم و رواج ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے لیکن ایک بات اُن سب میں مشترک نظر آتی ہے کہ عورت کے سماجی وجود کو کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ مگر پھر بھی عورت کو مرد سے اِلگ آزادانہ مستقل حیثیت حاصل نہیں تھی۔ عورت کو سب سے زیادہ بے قیمت چیز اور سب برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا۔ یہود و نصاریٰ کے خود غرض اور نفس پرست علماء نے بھی مجبور و مظلوم عورت کا وہی روپ دیکھنے اور دکھانے کی کوشش کی جسکی جھلک قدیم غیر مہذب اور بعد کے نیم مہذب دور میں نظر آتی ہے۔

موجودہ دور میں یورپ کے صنعتی انقلاب نے عورت کو بھی میدان عمل میں لا کھڑا کیا۔ سرمایہ دار کو کم اُجرت پر محنت کرنے والے ہاتھ مل گئے۔ عورت گھر کی چار دیواری سے نکل کر کارخانے میں پہنچی مغرب کے دانشوروں نے نہایت عیاری کے ساتھ اُسے آزادی۔ نجات۔ حقوق اور مساوات کے سنہری خواب دکھائے۔ جن کی چمک دمک سے وہ مسحور ہو گئی۔ دفتروں اور کارخانوں میں وہ جانے لگی۔ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر بھی وہ فائز ہونے لگی۔ مگر اس کے باوجود گھر کے کام کاج کا بوجھ بھی بدستور عورت ہی کے کندھوں پر رہا۔ اس ترقی پسندانہ رجحان کے باوجود یورپین معاشرے میں ۱۸۹۱ء تک عورتوں کو مردوں کی جائیداد پر کوئی حق نہ تھا۔ عورت کو ووٹ دینے کا بھی حق نہیں تھا۔ عورتوں کیلئے علمی کام ایک جرم تھا۔ ۱۸۲۰ء تک انگلستان کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں کوئی عورت داخلہ نہیں لے سکتی تھی۔ ۱۸۷۰ء سے پہلے کیمبرج یونیورسٹی میں لڑکیوں کو امتحان دینے کا حق نہیں تھا۔ ۱۹۳۷ء تک عورت کو طلاق کا حق نہ تھا۔ ۱۹۷۶ء تک عورت کو خاوند کے خلاف عدالت میں شکایت کرنے کا حق نہ تھا اور آج بھی انگلستان میں عورت کو وراثت کا حق حاصل نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا کے کسی ملک اور کسی قوم نے بھی طبقۂ نسواں پر ظلم ڈھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ موجودہ ترقی علوم کے زمانے میں مختلف اہلِ مذاہب کا یہ دعویٰ کرنا کہ اُن کا مذہب عورتوں کے حقوق کی نگہداشت دیگر مذاہب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ کرتا ہے چنداں قابلِ توجہ نہیں کیونکہ ایسی کوئی تعلیم اُن کی اپنی مذہبی کتب یا اُن کے پیشواؤں کے طریق عمل سے ثابت نہیں۔ البتہ حقوق نسواں کے بارے میں اُن کا موجودہ طریق کار یا تو علوم کی ترقی کا نتیجہ ہے یا پھر اسلام کی صحبت اور اس کی تعلیمات کے زیر اثر ہے۔

تہذیب جدید کا یہی المیہ ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں عورت کو مرد کے شانہ بشانہ لا کھڑا کیا گیا اور دیدہ و دانستہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ عورت اپنی فطری استعداد کے لحاظ سے زندگی کے بعض میدانوں کیلئے نہ صرف یہ کہ نسبتاً زیادہ موزوں ہے بلکہ معاشرے کو فساد اور بگاڑ سے بچانے۔ نسل انسانی کی صالح خطوط پر اُٹھان اور خود عورت کی اپنی شخصیت کے تحفظ اور ارتقاء کیلئے ضروری ہے کہ اُسے انہی میدانوں سے مخصوص کر دیا جائے اور یہ دائرہ کار بھی جبری اور قطعی نہیں ہے۔ گھر سے باہر کے کام عورت کیلئے ممنوع اور حرام نہیں۔ لیکن اس کی کچھ حدود ہیں جنہیں اسلام صرف اور صرف ضرورت کے وقت ہی مناسب خیال کرتا ہے موجودہ زمانے میں عورت اور مرد کے درمیان کلی طور پر مساوات کا فریب کارانہ نعرہ لگانے والوں کے بارے میں موجودہ زمانے کے مصلح آخر الزمان بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قویٰ زیادہ دیئے گئے ہیں اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں اُن کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اُسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضیکہ عورتیں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں۔ اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳۔۱۳۴)

اسلام میں عورت کا مقام

امر واقعہ یہ ہے کہ فطری اور جبلی طور پر عورت مرد کے مقابلہ میں جسمانی بناوٹ اور طاقت کے اعتبار سے کمزور ہے لیکن اس حقیقت کے ساتھ ہی اسلام انسان کے فطری تقاضوں میں توازن برقرار رکھتے ہوئے انسانی اور سماجی حقوق میں عورت کو بھی مرد کے ساتھ مساوات کا حق دیتا ہے۔ اسلام انسانیت میں عورت کی وہی حیثیت تسلیم کرتا ہے جو مرد کی ہے آج سے چودہ سو سال قبل اسلام ہی نے یہ نعرہ بلند کیا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات: ۱۴) مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یعنی عزت و برتری کا معیار اسلام میں تقویٰ ہے جو کسی ایک صنف کیلئے مخصوص نہیں اور نہ ہی کسی ایک طبقہ کی میراث ہے۔ وہ عورت جو متقی اور پرہیز گار ہے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار سے مزین ہے وہ اُس مرد سے بہر حال برتر ہے جو پرہیز گار نہیں۔ اسی طرح روحانی مدارج کے حاصل کرنے میں بھی ایک مسلمان عورت کو کسی طرح بھی کم تر نہیں سمجھا گیا بلکہ اس میدان میں بھی اُس کو مردوں کے دوش بدوش اور ہم پلہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اُس کا قرب عورت بھی انہی شرائط کی پابندی سے حاصل کر سکتی ہے۔ جو مردوں کیلئے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ یَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا (النساء ۱۲۵)

یعنی جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورت ' مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اُن پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور آنحضرت ﷺ نے تو یہ کہہ کر عورت کے مقام کو اور اونچا کر دیا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا حرام قرار دیا ہے (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳) اور یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہیں بلکہ ہر زمانے میں ایسی مسلمان خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی منازل کو طے کیا اور اُمت کے بے شمار لوگوں سے اپنے روحانی کمالات میں اس قدر ترقی کر گئیں کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوئیں۔ قرآن مجید نے خاص طور پر حضرت مریمؑ اور اُمِّ موسیٰ کا ذکر بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے کلام کیا۔ اسی طرح سورہ تحریم میں تمام مومنوں کی مثال دو عورتوں سے دی گئی ہے یعنی ایسے مومن جو ابھی درجۂ کمال تک نہیں پہنچے اُن کو فرعون کی بیوی آسیہ سے تشبیہہ دی گئی ہے اور جو مومن درجۂ کمال تک پہنچ چکے ہیں اُن کو حضرت مریمؑ سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

پس روحانی اُمور میں اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو جو مساوات دی ہے اور اس میدان میں عورت کو مرد کا ہم پلہ ٹھہرایا ہے وہ کسی اور مذہب میں ہرگز نہیں پایا جاتا بلکہ دیگر مذاہب میں تو عورت کے روحانی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ انہی مذاہب کے پیرو آج کل جسمانی اور مادی اُمور میں مرد اور عورت کی پوری مساوات کا دم بھی بھرتے ہیں؟۔

عورت کے سماجی حقوق

سامعین کرام ! اسلام نے عورت کو سماجی حقوق میں بھی مردوں کے مساوی قرار دیا ہے اور یہ اعلان کیا کہ:۔

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ

(البقرہ: ۲۲۹)

یعنی جیسے عورتوں کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں ایسا ہی مردوں کے ذمہ عورتوں سے متعلق حقوق کی ادائیگی عام دستور کے مطابق ہے۔ ہاں مردوں کو ایک گونہ فضیلت حاصل ہے (کیونکہ

عورتوں کی کفالت اُن کے ذمہ ہے)

اس آیت کریمہ میں جہاں مرد و عورت کے یکساں حقوق کا اظہار کیا گیا ہے وہاں لطیف پیرائے میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ عورت اپنی فطری کمزوری کے باعث مرد پر اپنے زیادہ حقوق رکھتی ہے اس لئے حقوق کی نگہداشت اور فرائض کی بجا آوری میں مردوں پر زیادہ ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ اسلام نے عورت کو مرد کے گھر کی نوکرانی قرار نہیں دیا کہ جس کی زندگی مرد کے رحم و کرم پر موقوف ہو' بلکہ اُس کو سماج میں ایک مستقل حیثیت دی ہے اس کے ہاتھ پیر باندھ کر اُس کو مرد کے قدموں میں نہیں ڈالا۔ بلکہ اس کو گھر کی ملکہ ---اور گھر کے افراد کو اُس کی رعایا قرار دیا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی ۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں ۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات اُن سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ اُن کو زندہ در گور کر دیتے ہیں ۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خیر کم خیرکم لا ھلہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے اچھا ہے"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

لڑکی کا حق

عورت کے سماجی حقوق کی ضمانت اسلام نے اُس کی پیدائش ہی سے دی ہے زمانہ قدیم میں بلکہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی لڑکی کی پیدائش کو عموماً اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ قرآن کریم نے بھی بیان فرمایا ہے کہ جب کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی ہے تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ نہایت رنجیدہ ہو جاتا ہے (النحل:۵۹) آج کل تو الٹرا ساؤنڈ مشین کے ذریعہ ایام حمل ہی میں پتہ چل جاتا ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ جب یہ معین ہو جائے کہ لڑکی ہونے والی ہے تو Abortion (اسقاط) کرالیا جاتا ہے لیکن اسلام نے بیٹی کی عزت و حرمت اور تقدس کو قائم کیا ہے اسلامی معاشرہ میں لڑکیوں کے قتل کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔ خواہ انہیں حمل کے دوران ماں کے پیٹ میں مار دیا جائے یا پیدائش کے بعد۔ اسی طرح اسلام اپنے افراد کو لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان امتیازی سلوک کرنے سے روکتا ہے۔ اور اُن کی پرورش و پرداخت پر یکساں زور دیتا ہے۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ "جس کو خدا تعالیٰ لڑکیاں دے اور وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس شخص کیلئے دوزخ کی آگ سے بچانے کا موجب ہو جائیں گی"۔ اِسی طرح آپؐ نے فرمایا: "جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی وہ اور میں دونوں قیامت کے دن یوں ہوں گے پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا "یعنی ایسا شخص میرے ساتھ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے صرف یہ تعلیم ہی نہیں دی بلکہ خود اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کمال محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آکر ایک عظیم اُسوۂ حسنہ اور عملی نمونہ چھوڑا۔ الغرض وہ بچی جس کے دُنیا میں آنے ہی کو ماں باپ باعثِ ننگ و عار سمجھتے تھے اُس کی محبت کو والدین کے دلوں میں قائم کیا اور بتایا کہ تمہاری لڑکیاں بھی تمہاری مہر و محبت کی ویسی ہی حقدار ہیں جیسے لڑکے۔

شوہر کے انتخاب کا حق

جب ایک لڑکی اپنے بچپن کے دور سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو ہر عاقل و بالغ لڑکی کو اسلام اپنے شریک حیات کے انتخاب کا حق دیتا ہے۔ اگرچہ شادی کیلئے لڑکی کے ولی یا سرپرست کی اجازت اور رضامندی ضروری قرار دی گئی ہے لیکن یہ پابندی خود عورت کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی ناتجربہ کاری سے تھوڑی سی بھی غلطی کر بیٹھے گی تو اُس کا خمیازہ اُسے عمر بھر بھگتنا پڑے گا۔ لیکن ولی یا سرپرست کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا کہ وہ زبردستی لڑکی کی مرضی کے خلاف اُس کی شادی کر دے۔ اگر لڑکی خود سوچ سمجھ کر اپنی پسند سے کسی صاحب کردار شخص سے شادی کرنا چاہتی ہے تو اُسے جبراً باز رکھنے کا اختیار اور حق کسی کو بھی نہیں ہے اس معاملہ میں بھی اسلام نے اعتدال کو مد نظر رکھا ہے۔ وہ نہ تو ہندو سماج کی طرح باپ ہی کو کلی اختیار دیتا ہے کہ وہ جہاں چاہے اپنی مرضی سے کنیا دان کر دے۔ اور نہ ہی موجودہ یوربین معاشرہ کی طرح لڑکی کو کھلی چھوٹ دیتا ہے کہ وہ شادی سے پہلے ہی لڑکے سے مل کر باہم ایک دوسرے کو جانچیں ۔ اسی دوران جنسی ملاپ کے مراحل بھی آجاتے ہیں اور اب تو یورپ و مغربی ممالک میں نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر شادی کا فیصلہ اُس وقت کیا جاتا ہے جب لڑکی ماں بننے کے مراحل میں داخل ہوتی ہے۔ پس یورپ کی کورٹ شپ کا یہ عمل مغربی معاشرہ میں کنواری ماؤں اور ناجائز بچوں کی روز افزوں تعداد کیلئے بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ لیکن اسلام نے میانہ روی کا یہ طریق سکھایا ہے کہ ایک طرف ناتجربہ کار اور نوعمر دلہن کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ تجربہ کار لوگوں کے تجربہ سے فائدہ اُٹھائے اور اس کیلئے ولی یا سرپرست کی رضامندی ضروری قرار دی گئی۔ لیکن دوسری طرف نہایت صاف الفاظ میں یہ حکم دیا ہے کہ دُلہن کی رضامندی و پسند کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "بیوہ کا نکاح اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اُس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اُس سے اجازت نہ لے لی جائے"۔

حدیث کی مشہور کتب بخاری و مسلم میں ایک عورت ہی سے روایت ہے کہ اس کی شادی اُس کے باپ نے جبراً اُس کی منشاء کے خلاف ایک شخص سے کر دی۔ اُس عورت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکایت کی۔ حدیث میں آتا ہے فرد نکاحہ حضورؐ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ اسی مضمون کی ایک حدیث دار قطنی میں حضرت جابرؓ سے بھی بیان ہوئی ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر جبراً اُس کی شادی کر دینے کو اسلام نے ہرگز پسند نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح ایک مرد کو اختیار ہے کہ وہ اپنی پسند کی کسی بھی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کا انتخاب اپنی مرضی اور پسند سے کر سکتی ہے۔

حق مہر

اسلام نے عورت کا ایک حق "مہر" کی صورت میں دیا ہے مہر قانونِ اسلام میں اُس مال یا رقم کو کہا جاتا ہے جس کے عوض مرد کو عورت پر حقوق زوجیت حاصل ہوتے ہیں ۔ نکاح کے وقت عورت اور مرد کے درمیان مہر کی جو رقم طے پاتی ہے اس کی ادائیگی مرد پر لازم ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو عورت کو حق ہے کہ وہ فرائض زوجیت کی ادائیگی سے انکار کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے مہر کی ادائیگی کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا۔ (النساء:۵) یعنی عورتوں کو اُن کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اُس میں سے کچھ دے دیں تو یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمہارے لئے مزے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے تم اُسے بیشک کھاؤ۔

حق ملکیت

اس لحاظ سے مہر عورت کا ایک ایسا حق ہے جس پر تصرف کا اُسے پورا پورا اختیار اور آزادی حاصل ہے۔ وہ اس رقم کو کس طرح صرف کرے گی۔ اپنے پاس رکھے گی یا کاروبار میں لگائے گی یا پوری رقم یا اس کا کچھ حصہ شوہر کو واپس کر دے گی۔ اس کا فیصلہ کرنے میں وہ خود مختار ہے۔ شوہر کو یا کسی اور رشتہ دار کو اس سلسلہ میں کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح شادی کے وقت لڑکی کو اپنے والدین یا دیگر رشتہ داروں کی طرف سے جو تحائف ملتے ہیں یا ضروریات زندگی سے متعلق کچھ سامان دیا جاتا ہے جسے عرف عام میں جہیز کہا جاتا ہے اسی طرح شوہر اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے بھی جو تحائف زیور اور نقد رقم وغیرہ دلہن کو ملتی ہیں وہ ساری چیزیں عورت کی ملکیت ہوتی ہیں اور اس سے دستبردار ہونے کیلئے اُسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ (النساء۲۰)

یعنی اے ایماندارو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اُڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔

گویا ایک مسلمان عورت جب نکاح کے بندھن میں بندھ جاتی ہے اور شوہر کے گھر آجاتی ہے تو وہ مالی اعتبار سے قطعاً بے بس اور مجبور نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اُس کی روزمرہ کی ضروریات کا پورا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے ۔ یعنی شادی سے پہلے اُس کی کفالت اور پرورش کی جو ذمہ داری اُس کے والدین اور صلبی رشتہ داروں پر تھی وہ اب شوہر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف مہر کی رقم جہیز کے تمام تحفے تحائف اور زیورات کی بھی وہ مالک ہوتی ہے اور کوئی شخص بھی خواہ اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو وہ زبردستی اُس کی جائیداد پر نہ تو قبضہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا تصرف۔ یہ مقام اور مرتبہ اسلامی شریعت میں عورت کا وہ امتیاز ہے جو دوسرے کسی بھی معاشرے میں مفقود ہے۔ اہل مغرب نے عورت کی آزادی اور مساوات کے نعرے تو بہت لگائے ہیں لیکن اُس کے کمائے ہوئے اپنے مال پر بھی اُس کو آزادانہ تصرف دینے میں بالکل غافل رہے ہیں۔ اور اب بھی صدیوں کے تغافل کے بعد جن معاشروں میں عورت کو یہ حق دیا گیا ہے اس کے ساتھ کچھ ایسی پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ عورت کیلئے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا بڑی حد تک معدوم اور ناممکن نظر آتا ہے۔

(باقی)

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

کتب حدیث

اقسام کے لحاظ سے روایات کا علم تین قسموں میں منقسم ہے۔ اعنی (۱) حدیث (۲) تفسیر اور (۳) سیرۃ و تاریخ۔ موخرالذکر علم کے ایک حصہ کو مغازی بھی کہتے ہیں حدیث روایات کے ایسے مجموعے کا نام ہے جس کی اصل غرض و غایت دینی مسائل کا ضبط ہے خواہ ضمنی طور پر اس میں تفسیری اور تاریخی حصہ بھی آجاوے۔ حدیث میں عموماً وہ روایات درج ہوتی ہیں جن کی سند بالآخر کسی نہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ یعنی آخری راوی یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا یا یوں کرتے دیکھا۔ یا آپ کے سامنے کسی نے یوں کیا اور آپؐ نے اُسے نہیں روکا۔ مگر کتب حدیث میں کچھ حصہ ایسی روایات کا بھی آجاتا ہے جو صرف صحابہ کے اقوال و اعمال تک محدود ہوتا ہے جنہیں اصطلاحی طور پر آثار کہتے ہیں۔ حدیث کی کتابیں بے شمار ہیں جو زیادہ تر دوسری اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئی ہیں۔ مگر یہ سب ایک درجہ کی نہیں ہیں۔ کیونکہ سب محدثین نے ایک سا سخت معیار نہیں رکھا اور نہ ایک سی احتیاط برتی ہے۔ حدیث کی زیادہ معروف کتابیں مع ان کے مختصر حالات و کوائف کے درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری	مصنفہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ	یہ سب کتب حدیث میں صحیح ترین کتاب سمجھی گئی ہے۔ امام بخاری صاحب نے چار لاکھ روایات کے مجموعہ میں سے صرف چار ہزار احادیث چن کر اس مجموعہ میں درج کی ہیں اور انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے۔ بلاریب ان کا معیار سب محدثین سے بالا و ارفع ہے۔
۲۔ صحیح مسلم	مصنفہ امام مسلم بن حجاج ۲۰۴ھ تا ۲۶۱ھ	اس کا درجہ بخاری سے نیچے مگر باقی کتب حدیث سے اوپر سمجھا جاتا ہے جس روایت میں بخاری اور مسلم اتفاق کرلیں اسے متفق علیہ کہتے ہیں جو سب سے مضبوط سمجھی جاتی ہے۔
۳۔ جامع ترمذی	مصنفہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ	صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ساتھ اگلی چار کتابیں مل کر صحاحِ ستہ کہلاتی ہیں اور یہ سب معتبر کتابوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کا درجہ قریباً اسی ترتیب کے مطابق سمجھا جاتا ہے جو اس فہرست میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔
۴۔ سننِ ابوداؤد	مصنفہ ابوداود سلیمان بن اشعث ۲۰۲ھ تا ۲۷۵ھ	
۵۔ سنن نسائی	مصنفہ احمد بن شعیب النسائی ۲۱۵ھ تا ۳۰۶ھ	
۶۔ سنن ابن ماجہ	مصنفہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی ۲۰۹ھ تا ۲۷۳ھ	
۷۔ مؤطا امام مالک	مصنفہ امام مالک ابن انسؓ ۹۵ھ تا ۱۷۹ھ	یہ کتاب بہت بلند پایہ ہے بلکہ بعض نے اسے بخاری کے برابر قرار دیا ہے مگر چونکہ اس کے بیشتر حصہ کا اسلوب فقہ کے طریق پر ہے اس لئے اسے حدیث کی کتاب کے طور پر صحاح میں شمار نہیں کیا گیا ورنہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے وہ کسی مجموعہ حدیث سے کم نہیں۔ امام مالکؒ فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔
۸۔ مسند امام ابو حنیفہؒ	مصنفہ امام نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ ۸۰ھ تا ۱۵۰ھ	فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے سب سے بلند تر ہیں یہ محدث نہیں تھے اور نہ انہوں نے اس طرف توجہ کی مگر بعض احادیث اپنی فقہ کی بنیاد کیلئے جمع کی ہیں۔
۹۔ مسند امام شافعیؒ	مصنفہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ ۱۰۵ھ تا ۲۰۴ھ	یہ بھی فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں اور ان کی کتاب اپنی فقہ کی تائید میں چند احادیث کا مجموعہ ہے۔
۱۰۔ مسند احمد	مصنفہ امام احمد بن محمد بن حنبلؒ ۱۶۱ھ تا ۲۴۱ھ	یہ بھی فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں مگر ان کی احادیث کا مجموعہ بھی نہایت شاندار ہے اور حدیث کی کتابوں میں غالباً سب سے بڑا ہے مگر صحتِ روایت کا معیار صحاح کے برابر نہیں ہے۔
۱۱۔ سنن دارمی	مصنفہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی ۱۸۱ھ تا ۲۵۵ھ	صحاح ستہ کے بعد اس کا مرتبہ اچھا ہے
۱۲۔ معجم کبیر و اوسط وصغیر	مصنفہ سلطان بن احمد طبرانی ۲۶۰ھ تا ۳۶۰ھ	مشہور محدث ہیں
۱۳۔ سنن دارقطنی	مصنفہ علی بن محمد دارقطنی ۳۰۶ھ تا ۳۸۵ھ	مشہور محدث ہیں
۱۴۔ مستدرک حاکم	مصنفہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم ۳۲۱ھ تا ۴۰۵ھ	مشہور محدث ہیں
۱۵۔ متفرق کتب حدیث وسیرۃ	مصنفہ احمد بن حسین بیہقی ۳۸۴ھ تا ۴۵۸ھ	مشہور محدث ہیں

(**ماخوذ از۔ سیرۃ خاتم النبیین** مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ)

حاصل مطالعہ

سیاہ رنگ کو سفید کرنے کا نسخہ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے برادر نسبتی مکرم سید حبیب اللہ صاحب کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ ایک اینگلو انڈین استانی میرے پاس آئی وہ چاہتی تھی کہ میں اس کی ملازمت کیلئے کہیں سفارش کروں۔ وہ اپنے متعلق کہا کرتی تھی کہ میرا رنگ اتنا سفید نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ اور واقعہ یہ تھا کہ اس کا رنگ صرف اتنا کالا نہیں تھا جتنا حبشیوں کا ہوتا ہے میں ان دنوں تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریا پر جا رہا تھا اور اتفاقاً ان دنوں میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب (مرحوم میرے سالے تھے) وہ بھی قادیان آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک انگریز عورت سے شادی کی ہوئی تھی۔ وہ بھی میرے ساتھ چل پڑے کیوں کہ ان کی ہمشیرہ ام طاہر مرحومہ اس سفر میں میرے ساتھ جا رہی تھیں۔ ان کی بیوی نے اس استانی کی بھی سفارش کی کہ میری ہم جولی ہوگی اسے بھی ساتھ لے چلو چنانچہ اسے بھی ساتھ لے لیا۔ وہاں پہنچ کر۔ ایک کشتی میں میں ام طاہر اور میری سالی (زوجہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم) تھی اور دوسری میں وہ استانی' میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے"۔

"کشتیاں پاس پاس چل رہی تھیں۔ اتنے میں مجھے آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ وہ استانی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے باتیں کر رہی تھیں کہ فلاں وجہ سے میرا رنگ کالا ہو گیا ہے اور میں فلاں دوائی رنگ گورا کرنے کیلئے استعمال کر چکی ہوں۔ آپ چونکہ تجربہ کار ہیں اس لئے مجھے کوئی ایسی دوا بتائیں جس سے میرا رنگ سفید ہو جائے اور ڈاکٹر صاحب نے کہا فلاں فلاں دوائی استعمال کی ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا وہ بھی استعمال کر چکی ہوں۔ غرض اس طرح ان کی آپس میں باتیں ہو رہی تھیں مجھے ان کی باتوں سے بڑا لطف آرہا تھا۔ وہ ڈاکٹر صاحب سے بار بار کہتی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب یہ بیماری اتنی شدید ہے کہ باوجود کئی علاجوں کے آرام نہیں آتا۔ حالانکہ یہ تو کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ رنگ تھا"۔

"سید حبیب اللہ شاہ صاحب بچپن میں میرے بہت دوست ہوا کرتے تھے اور بعد میں بھی ان سے گہرے تعلقات رہے۔ انہیں قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ وہ اس وقت بھی کشتی میں حسب عادت اونچی آواز میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ میں یہ تماشہ دیکھنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب اس کا رنگ کس طرح سفید کرتے ہیں۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے قرآن کریم بند کیا اور درمیان میں بول پڑے اور اُسے کہنے لگے۔ ڈاکٹر صاحب تم کو کوئی نسخہ نہیں بتا سکتے اس دنیا میں تمہارا رنگ کالا ہی رہے گا۔ البتہ ایک نسخہ میں بتاتا ہوں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ۔

"جو شخص نیک عمل کرے گا اس کا قیامت کے دن منہ سفید ہوگا"

اس دنیا میں تو تمہارا رنگ سفید نہیں ہو سکتا تم قرآن پر عمل کرو تو قیامت کے دن تمہارا رنگ ضرور سفید ہو جائے گا" (سیر روحانی جلد اول صفحہ ۲۰۴۔ ۲۵۰۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵ زیر عنوان سیاہ اور بدنما چہرہ کو خوبصورت بنانے کا نسخہ" ماخوذ از سیرت حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہ مؤلف مکرم ملک صلاح الدین صاحب۔

مرسلہ:۔ صدیق اشرف علی قادیان۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(امۃ القدوس فضل قادیان)

مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کے جو درخشندہ پہلو سب سے زیادہ نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں آپ کا اپنے آقا و مطاع سرور کائنات وفخر موجودات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و وارفتگی کا پہلو خاص اہمیت کا حامل ہے محبت الٰہی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے رگ وریشہ میں اس درجہ رچی ہوئی تھی کہ جب تاریکی کے فرزندوں نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا تو آپ نے انہیں یہی جواب دیا کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

"یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں"

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ عدیم المثال اور بلند ترین مقام ہے جس کی نسبت آپ کا ئی ہے کہ اس مقام تک صرف اور صرف میں پہنچا ہوں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہرے انتہائی حیرت انگیز ہیں قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۰ء کے موقعہ پر سیرت طیبہ کے عنوان سے ایک دلپذیر تقریر فرمائی تھی جو بعد میں اسی نام سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئی اس تقریر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عشق رسول پر مبنی بہت سی ایمان افروز روایات جمع کی ہیں ان میں سے چند روایات پیش ہیں آپ فرماتے ہیں۔

۱- ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی مسجد یعنی مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا وہ شعر یہ تھا۔

ترجمہ: یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا حضور! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت سے سخت زمانے آئے ہر قسم کی تنگی دیکھی طرح طرح کے مصائب برداشت کئے حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کو برداشت کیا حتّٰی کہ قتل کی سازش ہوئی مقدمات میں سے بھی گذرنا پڑا بچوں اور عزیزوں دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گذر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں اور آپ کی قلبی حسرت چھلک کر باہر آگئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت حسان کا یہ شعر محبت رسول کے اظہار میں ہر دوسرے کلام پر فائز ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں عشق رسول کے کمال کی وجہ سے ہر غیر معمولی اظہار محبت کے موقعہ پر یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش یہ الفاظ بھی میری زبان سے نکلتے ایک دوسری روایت ہے کہ قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے لیکن چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضور کو گالیاں دی ہیں پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے کہ اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا یہ سن کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا نہیں نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کے ساتھ بولے واہ صاحب واہ یہ کیا بات ہے کہ آپ کے پیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص بُرا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعہ اسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کر لیں۔ پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر کسی نے صبر کیا ہے اور کسی نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول اور غیرت ناموس رسول کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال بہت کم ملے گی۔ اسی نوع کی ایک اور جھلک ملاحظہ کیجئے۔ آریہ سماج کے مشہور مذہبی لیڈر اور اسلام کے بدترین دشمن پنڈت لیکھرام کی زبان اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی تھی اور چھری کی طرح کاٹتی تھی اس نے ساری عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر کھڑے ہو کر اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام پر گندے سے گندے اعتراض کئے اور ہر دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ کوئی کیا دے گا۔ مگر پنڈت صاحب رکنے والے نہیں تھے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پنڈت لیکھرام کا یہ مقابلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مباہلہ پر ختم ہوا جس کے نتیجہ میں پنڈت جی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھتے ہوئے اور ہزاروں حسرتیں اپنے سینہ میں لئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اسی پنڈت لیکھرام کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں ایک اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا بھی ادھر گذر ہو گیا اور یہ معلوم کر کے کہ حضور علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں وہ دنیاداروں کے رنگ میں اپنے دل کے اندر آگ کا شعلہ دبائے ہوئے آپ کے سامنے آیا آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضو فرما رہے تھے پنڈت لیکھرام نے آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گویا کہ دیکھا ہی نہیں اس پر پنڈت لیکھرام نے دوسرے رخ سے ہو کر پھر دوسری دفعہ سلام کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پھر بھی خاموش رہے جب پنڈت لیکھرام مایوس ہو کر واپس لوٹ گیا تو کسی نے یہ خیال کر کے کہ شاید حضور نے پنڈت لیکھرام کا سلام نہیں سنا ہو گا عرض کیا کہ حضور پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے!!!"

یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لوگوں کیلئے مجسم رحمت تھا ہندوؤں میں اس کے روز کے ملنے والے دوست تھے اور سکھوں میں اس کے دوست تھے اور عیسائیوں میں اس کے دوست تھے اور اس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک کیا مگر جب اس کے آقا اور اس کے محبوب ﷺ کیلئے غیرت کا سوال آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھی۔

اس قسم کا ایک واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی کے جلسہ سے تعلق رکھتا ہے آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کی ہر مذہب و ملت کو دعوت دی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی گئی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کیلئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دل آزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہو گی اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ممتاز صحابی حضرت مولانا نورالدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اولؓ ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور ان کے ہاتھ ایک مضمون بھی لکھ کر بھیجا جس میں اسلام کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہا بہ اگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ "جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ

ترجمہ: اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا ہے اور ان پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ گفتگو کو اختیار کریں۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ بھی موجود تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے حضرت ام المومنین نوراللہ مرقدھا اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا حضرت میر صاحب نے کوئی ایسی بات کہی کہ سہولت پیدا ہو رہی تھی حج کو چلنا چاہئے اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ

(باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں)

الوداعیہ تقریب

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ

سابق صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے اعزاز میں

لجنہ اماء اللہ بھارت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۳/اپریل بروز منگل ٹھیک ساڑھے پانچ بجے نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے نئے انتخاب کی منظوری عطا ہونے پر واجب الاحترام سابق صدر لجنہ اماء اللہ بھارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی کے ۴۳ سالہ طویل و کامیاب دورِ صدارت پر شکرانہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پر خلوص دعاؤں کے ساتھ خراج تحسین اور الوداعیہ اور محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ غوری کی نئی صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی منظوری عطا ہونے پر استقبالیہ پیش کیا گیا۔

حسب پروگرام محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ مع محترمہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ ٹھیک ساڑھے پانچ بجے نصرت گرلز اسکول میں تشریف لائیں۔ **اَھْلاً وَسَھْلاً وَ مَرْحَبا** کی بلند آواز کے ساتھ عہدیدارات مجلس عاملہ و ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ محترمہ صدر صاحبہ کا استقبال کیا۔ بعدہ نائب صدر لجنہ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ کی زیر صدارت محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ ملک کی تلاوت کلام پاک سے اس مبارک تقریب کا آغاز ہوا۔

”حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام محترمہ امۃ الباسط بشریٰ صاحبہ نے نہایت خوش الحانی سے پڑھا ازاں بعد خاکسار نے الوداعیہ ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ جو اسطرح ہے۔

”یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی بھی قوم اُس وقت تک شاہراہ ترقی پر کامزن نہیں ہو سکتی جب تک مردوں کے دوش بدوش ان کی عورتیں بھی اپنی انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں سے کتنی حساس اور بیدار نہ ہوں یوں بھی عورت چونکہ قوم کی بنیاد ہوتی ہے اسلئے پر شوکت قومی عمارت کی تعمیر کیلئے ضروری ہے کہ طبقہ نسواں کی ذہنی اخلاقی روحانی اور جسمانی نشو و نما کی طرف بدرجہ اولیٰ توجہ دی جائے تا اس کی گود میں پرورش پانے والی نئی نسل مستقبل کی گرانبار قومی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کی متحمل بن سکے اس اہم مقصد کو پیش نظر رکھ کر حضرت المصلح الموعودؓ نے احمدی مستورات کی جداگانہ تنظیم ”لجنہ اماء اللہ“ کا قیام فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ایک فعال عالمی تنظیم بن چکی ہے۔

تقسیم ملک کے پر آشوب دور سے گزرنے کے بعد بھارت میں تنظیم لجنہ اماء اللہ کے از سر نو قیام اور اس کے استحکام کی تاریخ میں محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا۔ محترمہ سیدہ ممدوحہ مارچ 1953 میں دار الہجرت ربوہ سے قادیان تشریف لائیں اور 1953 تا 1955 آپ کو بحیثیت جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ بعدہ 1955 میں آپ نے بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اس تنظیم کی باگ ڈور ایسے حالات میں سنبھالی جبکہ لجنہ اماء اللہ بھارت کے تار و پود ٹوٹی تسبیح کے دانوں کی مانند ملک کے طول و عرض میں بکھرے پڑے تھے۔ نیز تمام تر وسائل سے تہی دست ہونے کے باوجود ان پراگندہ دانوں کو یکجا کر کے مرکز احمدیت کے ساتھ وابستہ کر دینا بہت تحمل۔ فراست اور مسلسل محنت کا کام تھا جو آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انجام دیا۔ آپ نے نہایت جانفشانی سے بھارت کی مستورات میں خود اعتمادیت پیدا کرنے اور لجنہ اماء اللہ کے لائحہ عمل پر شہری اور دیہاتی لجنات کو عمل درآمد کرنے کے قابل بنایا۔ آپ کی مساعی جمیلہ کو اس مختصر سے خطاب میں پیش کرنا ممکن نہیں۔ تاہم تحدیث نعمت کے طور پر چند اہم امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1955ء کے اختتام تک جہاں پورے ملک میں صرف 12 لجنات قائم تھیں اور کسی بھی جگہ ناصرات کی باقاعدہ تنظیم قائم نہیں ہو پائی تھی۔ وہاں اواخر 1998 تک اندرون ملک لجنات کی تعداد 187 اور ناصرات کی تعداد 130 تک جا پہنچی ہے مزید برآں اب تک ملک کے 12 صوبوں میں صوبائی صدارت کا نظام بھی عمل میں آچکا ہے۔

☆۔ آغاز کار میں جہاں لجنہ اماء اللہ بھارت کا سالانہ بجٹ آمد و خرچ صرف -/240 روپے تک محدود تھا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ میزانیہ آمد و خرچ 164978 روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔

☆۔ جماعت کے مستقل لازمی چندوں کے ساتھ ساتھ بھارت کی احمدی مستورات و ناصرات کو تعمیر مساجد ہالینڈ و ڈنمارک۔ قیام نئے مراکز یورپ تعمیر بیت النصرت لائبریری قادیان۔ تحریک خاص بسلسلہ پنجاہ سالہ جشن لجنہ اماء اللہ خرید لاؤڈ سپیکر اور ریلیف فنڈ برائے ایران وغیرہ متعدد وقتی تحریکات میں بھی 236034 روپے سے زائد مالی قربانی پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ علاوہ ازیں خلفاء احمدیت کی طرف سے جاری ہونے والی دوسری تحریکات قرآنِ کریم پڑھنے پڑھانے کی تحریک۔ سترہ آیات یاد کرنے کی تحریک۔ وقفِ جدید کی کمی بچوں کے ذریعہ پوری کرنے۔ تسبیح و تحمید اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریکات میں تمام لجنات بھارت نے بھرپور عمل کیا۔

☆۔ آپ کے دور صدارت میں ہی دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت و بیت النصرت لائبریری کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ جس نے احمدی مستورات کی اس تنظیم کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے میں مہمیز کا کام کیا۔

☆۔ آپ کی ہی زیر قیادت ہر سال باقاعدگی کے ساتھ مقامی صوبائی۔ زونل اور مرکزی اجتماعات کے انعقاد۔ مقررہ دینی نصاب کی تیاری و امتحان اور سالانہ رپورٹ ہائے کارگزاری کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆۔ 1989 میں صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات میں بھی بھارت کی لجنات کو آپ کی قیادت میں شاندار پروگرام منانے کی توفیق ملی۔

☆۔ جولائی 1998 میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر بحیثیت اولین نمائندہ لجنہ اماء اللہ بھارت محترمہ سیدہ ممدوحہ کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعدہ آپ نے جرمنی۔ امریکہ اور کینیڈا کے ملک کا بھی سفر اختیار فرمایا۔

☆۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ کو جب بھی موقع ملتا رہا بھارت کے مختلف صوبوں میں خود جا کر لجنات کے اجتماعات میں شرکت فرماتیں اور عہدیدارات کی رہنمائی فرماتی رہیں۔ نیز قادیان میں بھی اپنی ذاتی توجہ اور محنت کے ساتھ لجنہ کے کاموں کو سنبھالنے والی ٹیم تیار فرمائی۔

☆۔ آپ کے زیر قیادت لجنہ اماء اللہ بھارت کی ترقی اور حسن کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ تمام ہندوستان کی لجنات مسلسل ترقی کی طرف قدم بڑھا رہی ہیں ان کی قیادت بڑی سلجھی ہوئی اور حلیم قیادت ہے ہر طرف برابر نظر ہے اور بغیر دکھاوے کے مسلسل ٹھوس پروگرام لجنات کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی متحمل طریق پر نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔ خدا کرے کہ آپ کی ہر لجنہ کو ایسی ہی قیادت نصیب ہو۔

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات سلسلہ کو اپنی جناب میں بپایہ قبولیت جگہ دے اور آپ کی عمر و صحت میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔

جملہ عہدیدارات، کارکنات۔ و ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت دل کی گہرائیوں سے آپ کی شکر گزار ہیں جزاکم اللہ خیرا آج ہم جہاں بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ بھارت آپ کو الوداع کہہ رہی ہیں وہاں یہ امید رکھتی ہیں کہ ہماری محبوب و محترم ”آپا جان“ ہونے کے لحاظ سے ہم آپ کی للٰہی محبت و شفقت اور بیش قیمت رہنمائی سے محروم نہیں رہیں گی۔ آخر میں ہم تمام ممبرات اپنی نئی صدر لجنہ اماء اللہ بھارت محترمہ بشریٰ صاحبہ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی قیادت میں بھی بھارت کی لجنات کو شاندار ترقیات اور کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

ہم ہیں عہدیدارات و ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت قادیان

الوداعیہ و استقبالیہ پیش کرنے کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کو فریم شدہ ایڈریس پیش کیا۔

بعد ازاں محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی تاریخ پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی کارکنات جنہوں نے تنظیم لجنہ اماء اللہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے سلسلے میں عظیم خدمات سرانجام دیں۔ وہ اس دنیا میں موجود نہیں لیکن ان کی قربانیاں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کا قدم قدم پر عورتوں کی اصلاح اور تربیت کرنا۔ حضرت سیدہ اُم ناصرؓ حضرت سیدہ ام طاہرؓ حضرت سیدہ امۃ الحیؓ اور صحابیات حضرت مسیح موعودؑ جنہوں نے لجنہ کی تنظیم کو ابتدا میں سنبھالا اور حضرت المصلح الموعودؓ کی ہدایات کی روشنی میں کام کر کے اس زمانے کی عورتوں کی تربیت کی اس طرح موجودہ دور میں حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کی بے مثال قربانیاں اور دن رات کی انتھک محنت اور قربانیاں ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ ہم بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدمت دین کو اللہ تعالیٰ کا فضل جانتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ آخر میں آپ نے لجنہ اماء اللہ بھارت مجلس عاملہ اور ممبرات لجنہ اماء اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

بعدہ نئی صدر محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے تمام ممبرات قادیان و عہدیدارات مجلس عاملہ بھارت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تعاون کرنے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس دور میں نئی نسل پر ڈالی جانے والی ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے محنت کے ساتھ ساتھ دعا کی درخواست کی اس کے بعد صدر اجلاس نے دعا کروائی دعا کے بعد تمام حاضرات میں شیرینی تقسیم کی گئی بعد ازاں محترمہ سیدہ ”آپا جان“ کو مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ بھارت، عہدیداران لوکل لجنہ قادیان، اور کچھ پرانی بزرگ ممبرات قادیان جنہوں نے شروع میں لجنہ کا کام سنبھالا کے ساتھ بیت النصرت لائبریری لے جایا گیا جہاں آپ کے اعزاز میں عصرانہ دینے کا انتظام کیا گیا تھا بعد عصرانہ یہ تقریب نہایت خوشگوار ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ محترمہ سیدہ ”آپا جان“ صاحبہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق لجنہ کے کاموں کو بہترین رنگ میں انجام دینے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

(**بشریٰ رشید** ۔ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت
کا
صوبہ پنجاب کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(رپورٹ مرتبہ: مکرم گیانی تنویراحمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل)

الحمدللہ کہ سارے ہندوستان کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی تبلیغی و تربیتی کام پورے زور سے چل رہا ہے اور صوبہ کے تیرہ اضلاع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوصد سے زائد مقامات پر جماعت کے پودے لگ چکے ہیں۔

اس سال ۹ تا ۱۶ مئی محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے صوبہ پنجاب کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا۔ اس دورہ میں محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ سیکرٹری تبلیغ، مکرم مولوی سید وسیم احمد صاحب تیماپوری نمائندہ M.T.A. اور خاکسار تنویراحمد خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل بھی آپ کے ساتھ تھے۔ محترم ناظر صاحب نے آٹھ دنوں میں صوبہ پنجاب کے دس اضلاع کی ستائیس درج ذیل جماعتوں کا دورہ کیا۔

۱۔ جماعت احمدیہ گدلی ضلع امرتسر - جماعت احمدیہ کالیکی ضلع امرتسر - جماعت احمدیہ جالندھر شہر - جماعت احمدیہ شوشک وائنڈ ضلع فیروزپور - فیروزپور شہر - جماعت احمدیہ زیرہ شہر - جماعت احمدیہ ندوں ضلع موگہ - جماعت احمدیہ ڈالہ ضلع موگہ - جماعت احمدیہ چڑک ضلع موگہ - جماعت احمدیہ راما ضلع موگہ - جماعت احمدیہ تھراج ضلع موگہ - جماعت احمدیہ سیویاں ضلع فرید کوٹ - جماعت احمدیہ ابلو ضلع بھٹنڈہ - جماعت احمدیہ سیکھوں ضلع بھٹنڈہ - جماعت احمدیہ راماؤنڈی ضلع بھٹنڈہ - جماعت احمدیہ شمس پور ضلع فتح گڑھ صاحب مالیر کوٹلہ - جماعت احمدیہ کھنہ ضلع لدھیانہ - جماعت احمدیہ سرہند ضلع فتح گڑھ صاحب - جماعت احمدیہ ماجڑی ضلع پٹیالہ - جماعت احمدیہ سہری ضلع پٹیالہ - جماعت احمدیہ پھگن ماجرہ ضلع پٹیالہ - جماعت احمدیہ جانو وال ضلع پٹیالہ - جماعت احمدیہ ربل ماجرہ ضلع روپڑ - جماعت احمدیہ D.C.M. کالونی ضلع روپڑ اور چنڈی گڑھ۔

مندرجہ بالا تمام جماعتوں میں محترم ناظر صاحب تبلیغ نے نومبائعین سے ملاقات کی ان کے مسائل سنے اور بچوں سے دینی معلومات کے انٹرویو لئے اور بعض مقامات پر بچوں کو انعامات دے کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان تمام جماعتوں میں M.T.A. کے نمائندہ نے نومبائعین کے تاثرات ریکارڈ کئے۔ محترمہ صدر صاحبہ اور سیکرٹری صاحبہ لجنہ نے مندرجہ بالا تمام جماعتوں کی مستورات سے ملاقات کی اور ان کو تربیتی امور سے متعلق باتیں بتائیں۔

دو مساجد کے افتتاح

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے گدلی ضلع امرتسر اور راما ضلع موگہ میں تعمیر ہونے والی مساجد کے افتتاح فرمائے۔ مورخہ ۹۹-۵-۹ کو موضع گدلی کی مسجد کے افتتاح کے بعد محترم ناظر صاحب تبلیغ کی زیر صدارت گورنمنٹ سکول میں ایک پبلک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں تلاوت و نظم کے بعد محترم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ یو-پی محترم حکیم بدرالدین صاحب عامل درویش سابق نگران پنجاب اور خاکسار تنویر احمد خادم نے موقعہ کی مناسبت سے تقاریر کیں۔ گاؤں کے سرپنچ صاحب نے آخر میں گاؤں میں مسجد تعمیر ہونے پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور ہر طرح تعاون کا وعدہ کیا۔ سرپنچ صاحب نے جماعت احمدیہ گدلی کے تعاون سے اس خوشی کے موقعہ پر سارے گاؤں کیلئے رات کے کھانے کا انتظام کیا جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ گدلی کے نومبائعین نے اس خوشی کے موقعہ پر مٹھائیاں تقسیم کیں۔ چونکہ گدلی قادیان سے قریب ہے اس لئے قادیان سے بھی پچیس کے قریب افراد افتتاح کے موقعہ پر شامل ہوئے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کثرت سے غیر مسلم بھائی اور گردونواح کی جماعتوں کے نومبائعین بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے دوران کئی غیر احمدی افراد نے کھڑے ہو کر اس بات کا اعلان کیا کہ ہم لوگ آج جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں جلسہ کے بعد ان ۱۴ افراد کی بیعتیں لی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو استقامت عطا کرے۔

مورخہ ۹۹-۶-۱۱ کو موضع راما ضلع موگہ کی مسجد کا افتتاح ہوا یہ مسجد خدا کے فضل سے بنی بنائی جماعت کو ملی تھی لیکن مسجد کا صرف ڈھانچہ کھڑا تھا جو راما کے مسلمانوں نے خود تعمیر کیا تھا جب یہ لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تو حضور انور نے ازراہ شفقت مبلغ ایک لاکھ روپے منظور فرمائے جس سے مسجد کا بقیہ کام مکمل کرنے کے علاوہ مسجد کے ساتھ ایک خوبصورت تبلیغی مرکز بھی تعمیر کیا گیا۔ محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے نماز ظہر ادا کر کے دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ دونوں مساجد جماعت کیلئے بابرکت فرمائے۔ آمین

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسی سال جماعت احمدیہ دڑے والی ضلع گورداسپور میں بھی ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے جس کا افتتاح بھی اسی روز ہونا تھا لیکن دڑے والی جماعت میں ایک حادثہ ہونے کی وجہ سے دڑے والی کی مسجد کا افتتاح نہ ہو سکا۔

اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں شوشک وائنڈ ضلع فیروزپور - ندوں ضلع موگہ کی مساجد کی تعمیر اور تھراج ضلع موگہ کی مسجد کی مرمت کا کام چل رہا ہے اور ڈالہ ضلع موگہ - زیرہ ضلع فیروزپور اور سیویاں ضلع فرید کوٹ میں مساجد کی تعمیر کیلئے زمین خریدی جارہی ہے ان تمام مساجد اور زمینوں کا جائزہ محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے اپنے دورہ میں لیا۔

تبلیغی و تربیتی جلسے

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے اس دورہ میں گیارہ درج ذیل جماعتوں میں تبلیغی و تربیتی جلسے ہوئے۔

۱- جماعت احمدیہ گدلی ضلع امرتسر ۲- جماعت احمدیہ کالیکی ضلع امرتسر ۳- جماعت احمدیہ جالندھر ۴- جماعت احمدیہ شوشک وائنڈ ضلع فیروزپور ۵- جماعت احمدیہ ندوں ضلع موگہ ۶- جماعت احمدیہ تھراج ضلع موگہ ۷- جماعت احمدیہ سیکھوں ضلع بھٹنڈہ ۸- جماعت احمدیہ شمس پور ضلع فتح گڑھ صاحب ۹- جماعت احمدیہ سہری ضلع پٹیالہ ۱۰- جماعت احمدیہ سرہند شہر ۱۱- جماعت احمدیہ ربل ماجرہ ضلع پٹیالہ۔

مندرجہ بالا جماعتوں کے جلسوں میں گردونواح کی جماعتوں کے نومبائعین نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی ان جماعتوں نے شایان شان رنگ میں مرکزی نمائندگان کا استقبال کیا بعض مقامات پر گاؤں کے غیر مسلم بھی اس استقبال میں شامل ہوئے نومبائعین نے لاؤڈ سپیکر اور بعض مقامات پر شامیانے وغیرہ لگا کر بہت اچھے رنگ میں جلسوں کا انتظام کیا اور ہر جماعت میں گردونواح کی جماعتوں سے آنے والے نومبائعین کیلئے تواضع کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔

ہر جلسہ میں تلاوت و نظم کے بعد محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور خاکسار تنویر احمد خادم نگران پنجاب نے تقاریر کیں۔ بعض جماعتوں میں گاؤں کے سرپنچ صاحبان اور غیر مسلم سرکردہ افراد اور نومبائعین نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

نومبائعین نے اپنی تقاریر میں بیان کیا کہ ہم لوگ دین سے بہت دور تھے غیر احمدی علماء ہم کو پچاس سال سے لوٹ رہے تھے اور ادارہ وقف بورڈ جس کے سپرد مسلمانوں کی جائیدادوں (یعنی مساجد اور قبرستان) کی حفاظت کرنا تھا اُس نے کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ نے ہم کو جماعت احمدیہ جیسی سچی جماعت میں شامل ہونے اور وقت کے امام کو ماننے کی توفیق عطا کی ہے۔

ان نومبائعین نے بیان کیا کہ پہلے ہم شراب پیا کرتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن اب ہم جماعت احمدیہ کی برکت سے شراب چھوڑ بیٹھے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں تو غیر احمدی مولوی جو اکثر یو-پی اور مالیر کوٹلہ سے آتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ کافر ہوگئے ہو اور ہم کو ہر طرح پریشان کر رہے ہیں کہ تم جماعت چھوڑ دو ہمارے رشتہ داروں سے ہم پر دباؤ ڈلوا رہے ہیں اور جو حربہ بھی وہ استعمال کر سکتے ہیں کر رہے ہیں لیکن ہم اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ ہم کو جس قدر بھی قربانی کرنی پڑے کریں گے مگر جماعت احمدیہ کو نہیں چھوڑیں گے۔

غیر مسلموں کا اقرار

جس وقت محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ چڑک ضلع موگہ میں نومبائعین سے ملاقات کیلئے گئے تو مسجد میں نومبائعین کے علاوہ بعض سکھ دوست بھی تشریف لے آئے اور ان غیر مسلموں نے کہا کہ آج سے تین سال قبل جب یہ لوگ آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوئے تھے اُس وقت یہ لوگ اسی مسجد میں بیٹھ کر شراب پیتے اور جوا کھیلتے تھے مگر آپ کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد آج ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ یہ لوگ شراب چھوڑ کر نمازی بن چکے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چڑک کی مسجد پرانی بنی ہوئی ہے اور یہ بنی بنائی جماعت کو ملی ہے۔

بہر حال یہ وہ روحانی انقلاب ہے جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ نہ صرف پنجاب بلکہ ساری دنیا کے اندر پیدا ہو رہا ہے مگر نفس پرست غیر احمدی مولوی اس نیک روحانی انقلاب کو دیکھ کر بوکھلا اُٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخ[illegible]حمدیت کو سمجھ عطا کرے اور نومبائعین کو ا[illegible]ت عطا کرے نیز اپنے فضل سے ساری دنیا کو احمدیت کے نور سے منور کر دے۔ (آمین) اس تمام دورے میں صوبہ پنجاب کے مبلغین و معلمین کرام اور داعین الی اللہ نے بھرپور تعاون کیا فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

خدا کی خاطر محبت کرنے والے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں' میں انہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا"۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الحب فی اللہ)

جلسہ ہائے یوم خلافت

اٹارسی - جماعت احمدیہ اٹارسی (ایم پی) نے ۲۸ر مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء مکرم عبدالباری صاحب صدر جماعت احمدیہ کی صدارت میں جلسہ کیا خاکسار کی تلاوت اور عزیز مزمل حسین صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم عبدالباری صاحب، مکرم مفضل حسین صاحب، مکرم ابصار حسین صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ (ٹی عبدالناصر مبلغ سلسلہ)

شاہجہانپور:- لجنہ اماءاللہ شاہجہانپور نے ۲۷ر مئی کو جلسہ یوم خلافت خاکسار کی زیر صدارت دارالتبلیغ میں منعقد کیا۔ بشریٰ سلمہ صاحبہ کی تلاوت کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی۔ بعدہٗ آنسہ صاحبہ، بشریٰ خاتون صاحبہ، بشریٰ سلمہ صاحبہ، اور عزیزہ نصرت نے تقریر کی دوران جلسہ جمیلہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ امروہہ اور جمیلہ صاحبہ نے نظم پڑھی۔ کثیر تعداد میں ممبرات لجنہ کے علاوہ تین غیر از جماعت بہنوں نے شرکت کی۔ (آفریدہ حمید صدر لجنہ شاہجہانپور)

نرگانگ - جماعت احمدیہ نرگانگ اڑیسہ نے ۲۷ر مئی کو بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں زیر صدارت محترم میر ھدایت علی صاحب صدر جماعت جلسہ منعقد کیا۔ میر رحمت علی صاحب کی تلاوت اور رمضان خان صاحب کی نظم خوانی کے بعد میر رحمت علی صاحب اور، روزاب خان صاحب، نواب خان صاحب، ارادت خان صاحب، عاشق خان صاحب قائد مجلس، حیات خان صاحب، زعیم انصار اللہ اور خاکسار نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (سید فضل نعیم احمدی معلم وقف جدید نرگانگ)

بنگلور -لجنہ وناصرات الاحمدیہ بنگلور نے ۲۹ر مئی کو مسجد احمدیہ دلسن گارڈن میں جلسہ منعقد کیا جس میں مختلف عنوانات کے تحت تقاریر ہوئیں۔ جلسہ میں عزیزہ افراء حکیم، عائشہ ثنا، روحی، نوری، نسیم، تسنیم نے تقریر و نظمیں پڑھیں۔ (راشدہ حشمت سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ بنگلور)

موسیٰ بنی - جماعت احمدیہ موسیٰ بنی نے ۲۷ر مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت مکرم منور خان صاحب صدر جماعت موسیٰ بنی احمدیہ مسجد میں جلسہ کیا۔ اکبر خان صاحب نائب قائد نے تلاوت کی نظم طاہر احمد صاحب نے پڑھی بعدہٗ شیخ ہمدم صاحب نائب صدر، شیخ بشارت احمد صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ آخر پر جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (سید آفتاب احمد نیر مبلغ سلسلہ موسیٰ بنی)

بلاری -لجنہ اماءاللہ بلاری نے ۲۷ر مئی کو بعد نماز ظہر جلسہ منعقد کیا جلسہ کا آغاز خاکسار کی تلاوت سے ہوا۔ عنبری پیکر صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد علیمہ طاہرہ صاحبہ، شہناز بیگم صاحبہ، عنبریں پیکر صاحبہ نے تقریر کی اور شاہینہ پروین صاحبہ، علیمہ طاہرہ صاحبہ اور صدر صاحبہ لجنہ بلاری نے نظمیں پڑھیں۔ دوران جلسہ ناصرات کی بچیوں نے بھی تقریر اور نظم میں حصہ لیا۔ تمام حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔
(شہناز بیگم صدر لجنہ بلاری)

بھدرک - ۲۷ر مئی کو جماعت احمدیہ بھدرک نے زیر صدارت مکرم شیخ غلام مسیح صاحب جلسہ منعقد کیا۔ عزیز جمال الدین کی تلاوت اور مجاہد احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد مبارک احمد شاہ صاحب نائب صدر و سیکرٹری تبلیغ، جمال الدین صاجب عارف احمد صاحب، ظہور احمد صاحب اور خاکسار نے تقریر کی جبکہ مدثر احمد صاحب، عبدالحلیم صاحب نے نظم پڑھی۔ ۱۰۰ کے قریب احباب شریک جلسہ ہوئے۔ صدارتی خطاب کے بعد تمام حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ (سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

قادیان -لجنہ اماءاللہ قادیان کے تحت ۲۷ر مئی کو نصرت گرلز ہائی سکول میں شام چھ بجے زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ جلسہ منعقد ہوا۔ امۃ الرحمٰن خادم صاحبہ کی تلاوت اور ذکیہ قیصر صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد ندرت ریحانہ صاحبہ، نادیہ صدف صاحبہ، ریحانہ ناصرین صاحبہ، نے تقریر کی۔ اور فریدہ بشارت صاحبہ نے نظم پڑھی۔ دوران جلسہ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ نے واقفین نو بچیوں کا پروگرام سوال و جواب پیش کیا۔ جس میں تین ٹیموں نے حصہ لیا۔ ازاں بعد ناصرات کی بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ صدر اجلاس کے خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ ۲۵۵ ممبرات لجنہ وناصرات نے شرکت کی۔ (آمنہ طیبہ جنرل سیکرٹری لجنہ قادیان)

چنتہ کنٹہ - لجنہ وناصرات الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کے زیر اہتمام بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں ۳۰ر مئی کو جلسہ کیا گیا جلسہ کی صدارت مکرمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ نے کی۔ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ کی تلاوت کے بعد صدر اجلاس نے عہد دوہرایا خاکسار نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی۔ بعدہٗ عزیزہ ناصرہ بیگم، عزیزہ طیبہ جہاں بیگم، عزیزہ مبارکہ بیگم، مبارکہ نسرین صاحبہ، مکرمہ افسر جہاں بیگم صاحبہ، مکرمہ راشدہ اشفاق صاحبہ، نے تقریر کی دوران جلسہ مکرمہ نور جہاں بیگم صاحبہ، عزیزہ طیبہ مبارکہ صاحبہ، مکرمہ حکیمہ بیگم صاحبہ، محمودہ بیگم صاحبہ، راشدہ بشارت صاحبہ عزیزہ انیسہ نکہت صاحبہ، اور خاکسار نے نظم پڑھی آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ ۸۰ ممبرات لجنہ وناصرات نے شرکت کی۔ تمام حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔
(یاسمین لئیق جنرل سیکرٹری)

محبوب نگر - لجنہ اماءاللہ محبوب نگر نے ۳ر جون کو بعد نماز ظہر شکیلہ اسد صاحبہ کے مکان پر جلسہ منعقد کیا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ چنتہ کنٹہ نے کی۔ جمیل النساء بیگم صاحبہ کی تلاوت کے بعد صدر صاحبہ نے عہد دوہرایا اور نور جہاں بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ خاکسار کے علاوہ شکیلہ اسد صاحبہ، صابرہ بیگم صاحبہ، بدر النساء صاحبہ، عظمت النساء بیگم صاحبہ، رضیہ بیگم صاحبہ، نجمہ سلطانہ صاحبہ، نے تقریر کی جبکہ رقعیہ بیگم صاحبہ، سعدیہ بیگم صاحبہ، حسینہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ جلسہ میں تمام مقامی ممبرات لجنہ نے شرکت کی اور لجنہ اماءاللہ چنتہ کنٹہ سے بھی عہدیداران لجنہ شریک ہوئیں۔ جلسہ میں شریک ہونے والی تمام ممبرات لجنہ وناصرات کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ (یاسمین لئیق جنرل سیکرٹری)

وڈمان -لجنہ وناصرات الاحمدیہ وڈمان کے تحت ۳۱ مئی کو خاکسار کی زیر صدارت بعد نماز ظہر جسین نبی صاحبہ کے مکان پر جلسہ منعقد ہوا۔ محترمہ شہیدہ ناصر صاحبہ نے تلاوت کی، عہد کے بعد نور جہاں بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ عزیزہ صالحہ بیگم، عزیزہ آمنہ صاحبہ، عزیزہ ناصرہ بیگم صاحبہ، عزیزہ متینہ بیگم صاحبہ، عزیزہ ساجدہ بیگم صاحبہ، رفیعہ بیگم صاحبہ، عزیزہ ریحانہ بیگم صاحبہ، نے تقریر کی جبکہ رضوانہ بیگم صاحبہ، یاسمین بیگم صاحبہ عائشہ بیگم صاحبہ، نے نظم پڑھی۔ آخر میں خاکسار نے یوم خلافت کی برکات واہمیت بیان کی۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں ممبرات لجنہ وناصرات کے علاوہ غیر از جماعت بہنوں نے بھی شرکت کی۔ تمام ممبرات میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (بشریٰ نثار صدر لجنہ اماءاللہ)

سونگھڑہ - ۲۷ر مئی کو جلسہ یوم خلافت خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ بلال احمد صاحب کی تلاوت اور عزیز الیاس کی نظم خوانی کے بعد انوار الدین صاحب، کمال الدین صاحب سیکرٹری تربیت و تبلیغ، شیخ مطلوب احمد صاحب نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (سیف الدین صدر جماعت سونگھڑہ)

بھدرک:-لجنہ اماءاللہ بھدرک کے تحت ۳۰ر مئی کو جلسہ یوم خلافت ہوا۔ تلاوت وعہد کے بعد ایک بچی نے نظم پڑھی۔ ازاں بعد مختلف عناوین پر تقریریں اور نظمیں ہوئیں۔ اجتماعی دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔
(صدر لجنہ بھدرک)

بنگلور: لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ بنگلور نے ۲۹ مئی کو جلسہ یوم خلافت مسجد احمدیہ میں منعقد کیا۔ فریدہ بیگم صاحبہ کی تلاوت کے بعد ریحانہ بیگم صاحبہ نے عہد دوہرایا۔ راشدہ حشمت صاحبہ نے حمد باری تعالیٰ پیش کی۔ بعدہ نسیمہ بیگم صاحبہ، آصفہ بیگم صاحبہ، سیدہ محمدی بیگم صاحبہ، انجم آراء صاحبہ نے تقریر کی اور ناظرہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ دوران اجلاس نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ جلسہ میں ۲۵ ممبران لجنہ اور ۱۵ ناصرات نے شرکت کی۔ (اقبال النساء)

چک ایمرچھ: جماعت احمدیہ چک ایمرچھ نے ۲۷ مئی کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم امیر اللہ خان صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ کیا۔ عزیز تسنیم مبارک صاحب کی تلاوت اور خالد محمود صاحب قریشی کی نظم خوانی کے بعد برکات خلافت اور نظام خلافت عناوین پر تقریریں ہوئیں جبکہ عزیز ہارون رشید صاحب نے نظم پڑھی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ کثیر تعداد میں احباب جلسہ میں حاضر ہوئے۔ (سید امداد علی معلم وقف جدید)

امروہہ :- جماعت احمدیہ امروہہ (یوپی) نے ۲۷ر مئی کو جلسہ یوم خلافت منعقد کیا جلسہ کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم حفاظت احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی بعدہ بعنوان "خلافت رابعہ کی برکات" مکرم طاہر احمد صاحب نے بہت عمدگی سے تقریر کی علاوہ ازیں دیگر تقاریر اور نظمیں ہوئیں خاکسار کی اختتامی تقریر کے بعد رات ۱۱ بجے جلسہ ختم ہوا۔ (محمد راشد صدر جماعت)

کوٹپلہ :- جماعت احمدیہ کوٹپلہ (اڑیسہ) نے ۲۷ر مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد میں زیر صدارت خاکسار شمس الدین معلم وقف جدید جلسہ منعقد کیا مکرم عبداللہ خان صاحب کی تلاوت کے بعد عزیز عثمان خان نے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعدہ مکرم شیخ عبدالغفار صاحب صدر جماعت۔ خاکسار شمس الدین نے تقریر کی جبکہ مکرم اسد اللہ خان صاحب نے اڑیہ میں نظم پڑھی۔ رات آٹھ بجے جلسہ ختم ہوا۔
(شمس الدین خان معلم وقف جدید)

دہلی :- ۲۹ر مئی کو احمدیہ مسجد دہلی میں مکرم سید طارق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ دہلی کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ مکرم شیخ مجاہد احمد متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوت اور خاکسار کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید عزیز احمد صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم داؤد احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار نے تقریر کی۔
(سید کلیم الدین مبلغ سلسلہ احمدیہ)

کرڈاپلی :- جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے ۲۷ر مئی کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ کیا۔ مکرم مطیع الرحمٰن صاحب نائب صدر کی تلاوت اور عزیز نورالدین خان صاحب۔ حیدر خان صاحب، شوکت احمد خان صاحب، شیخ عبدالمنان صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم تاتار محمد صاحب۔ مکرم مولوی کمال الدین صاحب معلم وقف جدید، مکرم شیخ شیر صاحب مکرم مولوی رحمت اللہ صاحب اور خاکسار شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ نے تقریر کی۔ رات ساڑھے نو بجے جلسہ ختم ہوا۔
(شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ)

اجر کی خوشخبری

حضرت عبداللہ بن ثابتؓ بیمار ہوئے تو آنحضرت ﷺ ان کا حال پوچھنے کے لئے گئے مگر ان پر غشی طاری تھی۔ حضورؐ نے آواز دی لیکن بولے نہیں۔ حضورؐ سمجھ گئے کہ ان کا آخری وقت ہے۔ فرمایا افسوس اب تم پر ہمارا زور نہیں چلتا۔
یہ سن کر بعض عورتوں نے رونا شروع کر دیا تو فرمایا موت کے بعد بین کرنا اور نوحہ کرنا منع ہے۔ اُن کی ایک لڑکی نے کہا مجھے ان کی شہادت کی امید تھی کیونکہ انہوں نے جہاد کیلئے سب سامان تیار کر لیا تھا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو نیت کے مطابق اجر دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات فی الطاعون)

محترم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بہار کی وفات

بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین اعلیٰ پولیس افسران کا اظہار تعزیت

قادیان ۲۰ جون پٹنہ سے بذریعہ ٹیلی فون یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ محترم جناب سید فضل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بہار اور سابق ڈی-جی-بہار وفات پاگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے تین فرزند مکرم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب، مکرم سید محمد احمد صاحب، مکرم سید طارق احمد صاحب مورخہ ۲۱-۶-۹۹ کو آٹھ بجے شب آپ کا تابوت لے کر پٹنہ سے قادیان پہنچے جبکہ مکرم سید مبارک احمد صاحب اپنی والدہ کے پاس رہنے کی وجہ سے نہ آسکے۔

اس موقعہ پر جناب عبدالاحد صاحب صدیقی ایڈیشنل ڈی-جی-پی پنجاب، جناب لوک ناتھ انگرا ایس-ایس-پی بٹالہ، جناب راجندر پرساد شارداایس-پی ویجیلنس امرتسر، جناب ہرجندر سنگھ ایس-پی-ڈی بٹالہ، سردار بلدیو سنگھ ڈی-ایس-پی قادیان، جناب تلک راج ایس-ایچ-او قادیان اور بڑی تعداد میں دوسرے پولیس والے حاضر ہوئے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان اور مرحوم کے صاحبزادگان سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر پولیس نے سلامی بھی دی۔

مقامی طور پر سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب، سردار ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب، سردار حکیم سورن سنگھ صاحب سابق صدر میونسپلٹی قادیان اور علاقہ کے بہت سے غیر مسلم معززین بھی شریک ہوئے۔ اور اظہار تعزیت کیا۔

مغرب کی نماز کے بعد جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں مرحوم کی نماز جنازہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے پڑھا۔ جس میں قادیان کے احمدی احباب کثرت سے شریک ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دُعا

● مکرم عبدالرؤف صاحب مالمو سویڈن کی ہمشیرہ محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ جگر میں ٹیومر کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ حالت دن بدن کمزور ہو رہی ہے۔ موصوفہ کی کامل صحت یابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

● محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت ساہی وال شدید بیمار ہیں احباب جماعت سے خصوصی درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے اس نافع الناس خادم کو مکمل شفا عطاء فرمائے۔ اسی طرح خاکسار کی صحت ٹھیک نہیں ہے ڈاکٹروں نے Heart Transplant کا مشورہ دیا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور انجام بخیر ہو۔ آمین۔ اعانت بدر-/500 روپے۔

(محمد اکرام الحق جنالہ صدر جماعت احمدیہ Santa Maria)

● خاکسارہ کی بیٹی عزیزہ فریدہ عفت صاحبہ بھونیشور کی زچگی کا وقت قریب ہے بسہولت فراغت ہونے نیز تمام افراد خاندان کے نیک صالح خادم دین ہونے کیلئے، بیٹے سید عطا کی آئی-ایس سی میں نمایاں کامیابی کیلئے نیز بچی آسیہ بشریٰ امید سے ہے۔ درخواست دعا ہے کہ خدا انہیں نیک صالح، صحت مند تندرست لمبی عمر والی اولاد سے نوازے۔ نیز بڑے داماد سید اشفاق احمد نے اپنا کاروبار شروع کیا ہوا ہے۔ اس میں ترقی اور برکت کیلئے احباب درویشان قادیان سے دردمندانہ دُعاؤں کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر-/۱۰۰ روپے) (طلعت جہاں بروپورہ، بہار)

● میرے بہت ہی پیارے بہنوئی مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب جو نیویارک امریکہ میں رہائش پذیر ہیں ان کی صحت و سلامتی۔ دینی و دنیوی ترقیات اور ان کے سبھی بھائیوں مکرم ڈاکٹر ماجد احمد صاحب مکرم رفیع احمد صاحب مکرم قیصر محمود صاحب اور بہن آنسہ بیگم صاحبہ اور خاندان کے ہر فرد اور لواحقین کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے نیز ان کے والد صاحب بزرگ محترم شیخ محمد رفیق صاحب مرحوم مغفور کے بلندی درجات کیلئے احباب، جماعت کی خدمت میں دردِ دل سے درخواست دُعا ہے۔ اعانت بدر-/50 روپے۔

(محمد حبیب اللہ۔ گوملا رانچی۔ بہار)

● مکرم میاں محمد طاہر صاحب مقیم پورٹ لینڈ (امریکہ) کی چند ماہ قبل اوپن ہارٹ سرجری ہوئی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت آرام ہے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (خورشید احمد انور نائب ناظر بیت المال آمد قادیان)

منظوری صوبائی امراء

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت درج ذیل صوبائی امراء کی منظوری مرحمت فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور احسن رنگ میں مفوضہ امور کی سرانجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱- مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر ۳۰ جون ۲۰۰۰ تک

۲- مکرم عبدالعزیز صاحب بھٹی امیر ضلع پونچھ وراجوری """"

۳- مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر صوبہ کرناٹک """"

۴- مکرم اے پی وائی عبدالقادر صاحب امیر صوبہ تامل ناڈو """"

۵- مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب امیر صوبہ اڑیسہ """"

۶- مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر صوبہ بنگال و آسام """"

۷- مکرم سید فضل احمد صاحب پٹنہ امیر صوبہ بہار """" (موصوف ۲۰ جون ۹۹ کو مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے)۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

منظوری افسر جلسہ سالانہ قادیان برائے سال ۹۹ء

احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محترم ڈاکٹر چوہدری محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ و تعلیم کی بطور افسر جلسہ سالانہ قادیان برائے سال ۱۹۹۹ء منظوری عطا فرمائی ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

جلسہ یوم امہات

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کانپور کے تحت ۲۷ مئی کو جلسہ یوم امہات منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید محترمہ گلریز بانو نے کی پھر شگفتہ ناز نے عہد نامہ دہرایا پھر حقوق والدین پر گلریز بانو نے تقریر کی بعدہٗ شگفتہ ناز نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی پھر ثروت جبیں نے "اپنی اولادوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں" پر تقریر کی۔ بعدہٗ "حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کا تربیت اولاد کا اسلوب" پر حسن پروین نے تقریر کی۔ (شگفتہ ناز سیکرٹری لجنہ کانپور)

جلسہ ہفتہ قرآن کریم

جلسہ ہفتہ قرآن کریم زیر صدارت محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دہلی منعقد ہوا۔ محترمہ راشدہ نصیر صاحبہ کی تلاوت کے بعد محترمہ کوثر صبیحہ نے درثمین میں سے فضائل قرآن مجید پر خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھی۔ بعدہ محترمہ خورشیدہ بیگم صاحبہ نے بعنوان "فضائل قرآن مجید" برکات قرآن مجید" عنوان کے تحت محترمہ نسیم بیگم صاحبہ نے اور خاکسار نصیرہ سلطانہ نے "تحریک تعلیم القرآن" کے تحت تقریر کی۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ نے "قرآن کریم کا ارفع مقام" عنوان کے تحت تقریر کی۔ (نصیرہ سلطانہ جنرل سیکرٹری دہلی)

ولادت: خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5.6.99 کو بیٹی عطا کی ہے جس کا نام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت "عائشہ انیس" تجویز فرمایا ہے نومولودہ مکرم بابو خان صاحب ساکن ننگلہ گھنو (یوپی) کی پوتی اور مکرم اختر احمد صاحب پردھان امبیٹہ کی نواسی ہے۔ دونوں بچوں کے نیک صالح و خادم دین ہونے کیلئے درازی عمر اور دعا کی درخواست ہے۔

(انیس احمد خان مبلغ سلسلہ انچارج سرکل تھراج علاقہ مالوہ پنجاب)

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی   اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

افسوس! محترمہ مختار بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر چوہدری غلام ربانی صاحب درویش مرحوم وفات پا گئیں

میری ساس محترمہ مختار بیگم صاحبہ ۲۱ جون ۱۹۹۹ء بروز سوموار صبح وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی ولادت ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ آپ شادی ہونے کے بعد قادیان آگئیں اور اپنے خاوند کیلئے بہت برکت اور اطمینان کا موجب ہوئیں۔ ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد محترم چوہدری کرم الٰہی صاحب سکنہ کرمپورہ ضلع شیخوپورہ ایک بڑے زمیندار تھے۔ آپ کی جلسہ سالانہ کیلئے بھاری خدمت کرنے کا الفضل میں ذکر آتا ہے۔

بڑھاپے میں آپ کا بیٹا ہمایوں کبیر نومبر ۱۹۹۸ء میں اچانک ایک حادثہ میں وفات پا گیا۔ پھر آپ کے خاوند ۱۰ / فروری ۱۹۹۹ء میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان دونوں مواقع پر نہایت صبر اور دلیری سے حادثات پر کام لیا۔ مرحومہ انتہائی رحم دل بہادر، شفیق صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار، مہمان نواز اور صابر وشاکر تھیں۔

آپ بچوں کیلئے ایک سایہ دار درخت کی مثال تھیں۔ نیکی کی تلقین کرتی تھیں خیال رکھتی تھیں۔ دُعائیں کرتی تھیں۔ آپ نے سات بیٹیاں، ایک بیٹا متعدد پوتے، پوتیاں اور نواسے، نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو نمبرداری ملی نمبرداری چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی۔ سات مربع تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے ہی آپ نے نمبرداری چھوڑ دی تھی اور قادیان چلے آئے تھے اور یہاں اراضی حاصل کر لی تھی۔ لیکن وہ بھی ہاتھ سے تقسیم ملک میں نکل گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا رشتہ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھؓ نے کروایا جو بفضلہ تعالیٰ ہر طرح مبارک ہوا۔ اسی روز بعد نماز ظہر جنازہ گاہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(شازیہ ہمایوں بیوت الحمد کالونی) قادیان

اعلان نکاح

مکرم رفیق احمد صاحب مالاباری کی بیٹی عزیزہ قانتہ شہلہ کا نکاح ہمراہ عزیز فیض احمد ابن مکرم سید تسنیم احمد صاحب آف آرہ (بہار) مبلغ -/۵۰۰۰۰ روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۹۹-۶-۹ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ظہیر احمد خادم منیجر بدر قادیان)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قادیان: ۲۷ جون آج مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل صبح ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوا۔ عزیز محمد اسد اللہ کی تلاوت اور عزیز تنویر احمد ناصر متعلمین مدرسہ احمدیہ کی نظم خوانی کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے تربیت اولاد کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر تفصیلی رنگ میں روشنی ڈالی۔ آخر پر محترم صدر اجلاس نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے چیدہ چیدہ پہلو بیان کئے کثیر تعداد میں احباب جماعت کے علاوہ مسجد مبارک میں مستورات نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

مسلم تنظیموں نے نواز شریف کے پُتلے جلائے

آگرہ ۲۸ / جون (آر کے وِج) کرکٹ کے عالمی کپ کا نشہ اترنے کے بعد اب آگرہ پر پاکستان سے ہو رہی جنگ کا جنون سر پر چڑھ کر بول رہا ہے روزانہ کئی جگہوں پر نواز شریف کے پتلے جلائے جارہے ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان کو ایسا سبق سکھایا جائے کہ مستقبل میں وہ کبھی ایسی غلطی نہ کرے۔ ان کا کہنا ہے کہ دفعہ ۳۷۰ ختم کر دی جائے لاہور پر قبضہ کر لیا جائے۔ پورا کشمیر بھارت اپنے تحت کرے اور اسلام آباد پر بھارتیہ جھنڈا لہرایا جائے اور دشمن سے جنگ کا سارا خرچہ وصول کیا جائے اور ایسا سب کچھ ہونے کے بعد ہی پاکستان سے کوئی بات چیت کی جائے۔ کیونکہ اس بارے میں ہندو، مسلم سکھ عیسائی سبھی یکساں رائے رکھتے ہیں۔

شہر کی جامعہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد مسلمانوں نے مسجد سے نیچے آکر پاکستان کے پردھان منتری کا پتلا نذر آتش کیا اور مسلم نوجوانوں نے نواز شریف مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ بعد میں آل پارٹی مسلم ایکشن کمیٹی نے ایڈمنسٹریشن کو دیئے گئے میمورینڈم میں کہا ہے کہ آگرہ کا مسلم اپنے وطن کی حفاظت کیلئے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہے بھارت کے اٹوٹ انگ آزاد کشمیر کو پاکستان کے ناجائز قبضہ سے نجات دلانے کیلئے امر شہید عبدالحمید کی طرح سرحدوں پر جاکر بڑی سے بڑی قربانی دینے کو آمادہ ہیں پاکستان نے کرگل میں جو حرکت کی ہے اس کے جواب میں اسلام آباد میں جاکر ترنگا لہرایا جانا چاہئے اگر پاکستان نے اپنی ناجائز حرکات بند نہ کیں تو پھر آل پارٹی مسلم ایکشن کمیٹی کی یوداشا کھادلی میں پاکستان سفارتخانہ کے سامنے نواز شریف کا پتلا نذر آتش کرے گی۔ شہر میں ایک شخص جوتوں کی مالا پہن کر اور کالا منہ کئے سینہ پر نواز شریف کی تختی لگائے ہوئے گھوم رہا ہے۔

(ہند سماچار جالندھر ۲۹ / جون ۹۹ء)

جرمن مشن کی خبریں

جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آگیا

محترم امیر جماعتہائے احمدیہ جرمنی کی صدارت میں نیدرایش باخ میں ایک تقریب کا انعقاد

مورخہ ۷ / مئی ۱۹۹۹ء بیت القیوم (نیدرایش باخ، فرینکفرٹ) میں جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ جس میں عہدیداران کے علاوہ دیگر علم دوست احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ شام ساڑھے آٹھ بجے امیر جماعتہائے احمدیہ جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد لائبریری کے بورڈ کے چیئرمین محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ نے رپورٹ پیش کی کہ مسلسل کئی ماہ کی محنت سے آخر اس لائبریری کا قیام عمل میں آیا جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ سردست اس لائبریری میں کم وبیش آٹھ صد کتب رکھی گئی ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیش قیمت روحانی خزائن پر مشتمل سیٹ کے علاوہ عربی، جرمن اور انگریزی کی کتب شامل ہیں۔ احادیث کی مستند کتب صحاح ستہ، عربی کی ریفرنس کتب (بڑی بڑی تمام تفاسیر علم حدیث، فقہ اور اصول فقہ پر مشتمل، اسماء الرجال وغیرہ) مصر سے منگوائی گئیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ تاریخ کی کتب میں مقدمہ ابن خلدون اور تاریخ الانسان الکامل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ ابھی اس سلسلے میں اضافہ جاری ہے اور خطاب میں اس سلسلہ میں خدمات بجالانے والوں کی خدمات کو سراہا۔ اس موقعہ پر محترم امیر صاحب نے اپنی طرف سے لائبریری کیلئے ایک دلچسپ تحفہ بھی دیا جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ یہ ایک ریکارڈ ہے جس میں CD کی قسم کے چپس ہیں جن میں قرآن کریم کی تلاوت خوبصورت آواز میں ریکارڈ شدہ ہے مطلوبہ حصہ کی تلاوت اس پر سنی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب کو اس مناسب حال تحفہ کی جزاء دے اور اس کی برکات صدقہ جاریہ کے طور پر پھیلتی جائیں۔

امیر صاحب کی افتتاحی دُعا کے بعد جملہ مہمانان کی خدمت میں شام کا پر تکلف کھانا بھی پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس علمی خزانہ سے جماعت احمدیہ جرمنی کو نسلاً بعد نسلٍ بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

ریجن Baden میں معلمین اور داعیان الی اللہ کلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریجن بادن میں البانین معلمین کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ مربی سلسلہ مکرمی مولانا منیر احمد صاحب منور کی صدارت میں منعقد ہونے والی اس کلاس میں ۱۰ البانین اور دو عرب نو احمدی افراد تشریف لائے۔ نیشنل شعبہ تبلیغ کی طرف سے مقرر کردہ ایک گروپ نے بھی شرکت کی۔ اسی طرح ریجن بادن سے ۱۸ داعیان الی اللہ شامل ہوئے۔ تمام کارروائی جرمن زبان میں ہوئی جن کے تراجم کا انتظام تھا۔ اس ایک روزہ معلمین کلاس وداعیان الی اللہ کلاس کو دلچسپ بنانے کیلئے عقلی دلائل اور تصاویر کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تفصیل بتائی گئی۔ اس موقعہ پر ریجن میں تبلیغی گروپ بھی تشکیل دیئے گئے تاکہ دعوت الی اللہ کے میدان میں پہلے سے بہتر کام کرنے کا موقع ملے۔ (رپورٹ: شکیل احمد بٹ، سیکرٹری تبلیغ، ریجن Baden)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

صدارت میں مسجد نور فرینکفرٹ میں تقریب آمین

مورخہ ۱۹ / مئی ۱۹۹۹ء کو مسجد نور میں ایک بابرکت تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر بچوں کو مبارک باد دی۔ حضور انور نے آخری تین سورتیں اور دُعا پڑھی جس کے ساتھ ساتھ تمام حاضرین کو دوہرانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تقریب میں ۲۵ بچوں اور بچیوں نے شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ حضور انور نے بچوں کو مصافحہ اور بچیوں کو پیار سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان نونہالان کے سینوں کو قرآنی علوم کے ذریعہ جلاء بخشے اور یہ فیض تا ابد جاری رہے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ: (18)

کی انگلی سے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت میر صاحب کی بات سنکر حضور نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا یہ ایک خالصتاً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں گہرے سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسول کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں موجزن تھیں حج کی کس بچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگائیے جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارے کی تاب نہ لاکر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی آل اولاد اور آپ کے صحابہ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

.Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 Thursday, 1/8th July 1999 Issue No-26-27

هدیــــــہ عقیدت ــــ (طاہر عدیم جرمنی)

بحضور حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کبھی اس کے ہونٹ گلاب سے کبھی اس کا چہرہ چمن کہیں
رخِ یار کو کبھی آفتاب سحر کی پہلی کرن کہیں
مرے چاند! اب تو کنارِ جاں سے فگار آنکھ میں تو اُبھر
تری چاندنی میں نہا کے ہم کوئی مثلِ کوہ سخن کہیں
یہ جہانِ وحشت ضبطِ کربِ جنون مجھ کو مٹا نہ دے
مری جستجو کے دیار میں نظر آکہ قصّہ مَن کہیں
ترے پرتوِ خد و خال کا جو ہمیں بھی اذنِ سخن ملے
تری سانس موجِ ختن لکھیں تو بدن کو حاصلِ فن کہیں
ترا عکس لے کے جہاں کہیں جو ہوا چلے تو کلی کھلے
اسی واسطے سبھی راستے تجھے خوشبوؤں کا وطن کہیں

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ مورخہ ۳۰-۳۱ جولائی و یکم اگست ۱۹۹۹ بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو اسلام آباد ٹلفورڈ (سرّے) میں منعقد ہوگا۔ جلسہ کی کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے امسال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے ستمبر کی ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا گیا ہے رسالہ مشکوٰۃ کے اگلے شمارہ میں بھی شائع کیا جائے گا۔ (اگر پارلیمنٹری الیکشن کی وجہ سے تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی تو مجالس کو مطلع کر دیا جائے گا) تمام مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کریں۔

اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت ۹۹ء

اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت کیلئے 26-27 ستمبر بروز اتوار اور پیر کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔ اور دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو غیر معمولی کامیاب اور بابرکت بنائے (آمین)

[صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان]

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

The First ISLAMIC Satellite Channel

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY	
URDU	6.50
ENGLISH	7.02
ARABIC	7.20
BENGALI	7.38
FRENCH	7.56
DUTCH	7.74
TURKISH	8.10

SATELLITE : INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER : C Band
POSITION : 57* East
POLARITY : Left Hand Circular
DISH SIZE : Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY : 4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY : 6.50 Mhz
E Mail : mta @ bitinternet . com

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھیے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقوی لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAAT
MTA QADIAN
Ph: 01872-20749 Fax : 01872 - 20105

MTA International, P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

ڈیزائننگ و کمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین۔ اعجاز احمد